

قال النبي ﷺ

صلوا كما رأيتسروني أصلي

بموقع: تحفظ سنتك انفرنس
زئيراهستام: جمعيت علماء ہند

مسائل نماز

جس میں مذکورہ ہر ہر مسئلہ کا ثبوت
قرآن، احادیث اور آثار صحابہ سے پیش کیا گیا ہے

تالیف

حبیب الرحمن اعظمی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

جمعیت علماء ہند بہاؤرشاہ ظفر مارگ نئی دہلی

قال النبي ﷺ

صلوا كما رأيتموني أصلي

مسائل نماز

جس میں مذکورہ ہر ہر مسئلہ کا ثبوت
قرآن، احادیث اور آثار صحابہ سے پیش کیا گیا ہے

تالیف

حبیب الرحمن اعظمی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیتہ علماء ہند - ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی - ۲

تفصیلات

نام کتاب	:	مسائل نماز
تالیف	:	حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی
	:	استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند
کمپیوٹر کتابت	:	قاسمی کمپیوٹر سینٹر
سن طباعت	:	محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق مئی ۲۰۰۱ء

بموقع

تحفظ سنت کانفرنس

۷/۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ۲/۳ مئی ۲۰۰۱ء

زیر اہتمام جمعیت علماء ہند

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده ، وعلى آله وصحبه ومن اتبع سنته وهديه .

اما بعد : نماز اسلام کا اہم ترین رکن ہے ، ساری عبادتوں سے اس کا درجہ بلند ہے ، نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں ”رأس الأمر الاسلام وعموده الصلاة“ (رواہ الترمذی) دین کی اصل اسلام یعنی ایمان ہے اور اس کا ستون نماز ہے ، قیامت کے دن تمام عبادتوں سے پہلے نماز ہی کے بارے میں سوال ہو گا حدیث پاک میں ہے ” اول ما يحاسب عليه العبد يوم القيامة الصلاة ، فإن صلحت صلح سائر عمله وإن فسدت فسد سائر عمله “ (رواہ الطبرانی) پہلی چیز جس کا بندہ سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا نماز ہے ، اگر نماز ٹھیک رہی تو سارے اعمال ٹھیک ہوں گے اور اگر نماز خراب رہی تو سارے عمل خراب ثابت ہوں گے۔

سفر، حضر، امن و خوف ہر حالت میں نماز کی محافظت اور پابندی کا حکم ہے ، اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ، فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ . (البقرة: ۲۳۸-۲۳۹)

محافظت کرو سب نمازوں کی اور (بالخصوص) درمیان والی نماز (یعنی عصر)

کی اور (نماز میں) کھڑے رہو ادب سے، پھر اگر تم کو خوف ہو (کسی دشمن وغیرہ کا) تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لو (یعنی اس حالت میں بھی نماز کی پابندی کرو اسے ترک نہ کرو پھر جب تم کو اطمینان ہو جائے تو خدا کی یاد (یعنی ادائے نماز) اسی طریقے سے کرو جس طرح تم کو سکھایا ہے جس کو تم جانتے نہ تھے۔

نماز میں کوتاہی کرنے والوں پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”من حافظ علیہا کانت لہ نورا وبرہانا ونجاة یوم القیامة، ومن لم یحافظ علیہا لم یکن لہ نورا وبرہانا ولانجاة وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وأبئی بن خلف“ (درواہ احمد والطبرانی باسناد جید)

جو شخص نماز پر مداومت اور ہمیشگی کرے گا اس کے لیے نماز قیامت کے دن نور ایمان کی دلیل اور نجات ہوگی، اور جو اس پر مداومت نہیں کرے گا قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا نہ دلیل اور نہ نجات اور قیامت کے دن وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

دیگر ارکان کے مقابلے میں نماز کا ادا کرنا اکثر مسلمانوں پر فرض ہے، بچھون، تابالغ، اور حیض و نفاس میں مبتلا عورتوں کے علاوہ ترک نماز کا عذر کسی سے مسوع نہیں ہے، نمازی تو بہت ہیں لیکن اس کے احکام و مسائل سے اچھی طرح واقف کم ہی ہیں جب کہ نماز کے احکام کا جاننا ہر بالغ مسلمان کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ اپنی نماز صحیح اور مکمل طور پر ادا کر سکے، کیوں کہ وہ نماز جس کے شرائط ارکان وغیرہ پورے نہ کئے گئے ہوں وہ شریعت کی نظر میں معتبر نہیں؛ چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ اچھی طرح سے نماز ادا نہیں کر رہے ہیں تو ان کے نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد فرمایا ”ارجع فصلی فبانک لم

تصلی“ تو پھر جا اور نماز پڑھ تم نے تو (شرعاً) نماز پڑھی ہی نہیں، اسی طرح ایک موقع پر ادائے نماز کے بعد ایک صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا ”یا فلان الاتحسن صلاتک الا یبظر المصلی اذا صلی کیف یصلی“ (صحیح مسلم) اے فلاں اپنی نماز کو اچھی طرح کیوں نہیں ادا کرتا، نمازی ادائے نماز کے وقت کیوں نہیں سوچتے کہ وہ کیسے نماز پڑھ رہے ہیں۔

قرآن وحدیث کے ان محکم اور واضح فرمودات کے پیش نظر نماز کی فرضیت اور اس کے اہم ترین عبادت ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے البتہ کیفیت ادا میں قدرے تنوع ہے یعنی نماز کے بعض افعال اور طریقے، نیز کچھ سنن و آداب کے بارے میں سنت رسول کے دائرے میں رہتے ہوئے صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین و اکابر محدثین کا باہم اختلاف پایا جاتا ہے، اصل پر متفق رہتے ہوئے ہر ایک کو اصول و ضوابط کے مطابق اپنے طریقہ ہائے نماز کی افضلیت اور بہتری کے اظہار کا پورا حق ہے۔

لیکن عصر حاضر میں ایک ایسا گروہ معرض وجود میں آ گیا ہے جن کے یہاں سنت کا ایک خود ساختہ معیار ہے کہ جو کام وہ خود کریں اسے سنت کا عنوان دیتے ہیں اور ہر اس کام کو خلاف سنت گردانتے ہیں جو ان کی مزعومہ سنت کے موافق نہ ہو، چاہے اس پر جمہور اہل اسلام عمل پیرا ہوں اور احادیث رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے اس کی تائید و تصویب بھی ہوتی ہو۔

اس گروہ کے مذہبی افکار کا خلاصہ نماز کے چند اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے یہ لوگ کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو درغلا تے پھرتے ہیں کہ ان کی نمازیں سنت کے خلاف ہیں ان کا نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہے، ان لوگوں کے اس رویہ سے عوام اپنی نمازوں کے متعلق ذہنی انتشار میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں اور بعض تو اصل نماز ہی سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔

اس صورت حال کے پیش نظر فقہائے احناف کی کتابوں مثلاً کبیری، شرح

مدینۃ المصلیٰ، شرح نقایہ ملا علی قاری، شرح وقایہ، ہدایہ وغیرہ سے نماز کے اہم بالخصوص مختلف فیہ مسائل مرتب کر دئے گئے ہیں اور ہر مسئلہ کی دلیل قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے پیش کر دی گئی ہے، یہ دلائل عام طور پر صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا مالک، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، شرح معانی الآثار وغیرہ معروف و معتبر کتب حدیث سے نقل کئے گئے ہیں، اور بیشتر احادیث کے مرتبہ اور درجہ کو بھی حضرات محدثین کے اصول و اقوال کی روشنی میں بیان کر دیا گیا ہے تاکہ کتاب کے مطالعہ کے دوران احادیث کے ثبوت و صحت کے سلسلے میں قاری کا ذہن مطمئن رہے اور ان لوگوں کے دام فریب میں نہ آئیں جو ہر اس حدیث کو جو ان کے مزعومہ موقف کے خلاف ہو بلا تحقیق ضعیف کہہ دیا کرتے ہیں۔

انشاء اللہ کتاب کے مطالعہ سے عام مسلمانوں کے ذہن میں جو شبہات پیدا کر دئے گئے ہیں وہ دور ہوں گے عداوہ ازیں ایک اہم ترین فائدہ یہ بھی ہو گا کہ ان دلائل سے واقف ہو جانے کے بعد یہ یقین مزید پختہ ہو جائے گا کہ ہماری نمازیں نبی پاک ﷺ کی سنت کے مطابق ہیں یقین کی اس پختگی سے نماز میں خشوع و خضوع کا اضافہ لازمی ہے اور خشوع و خضوع ہی نماز کی روح ہے۔

مسائل و دلائل کا اخذ و فہم میں غلطی کے امکان و وقوع سے انکار نہیں اگر کوئی صاحب علم کسی غلطی کی صحیح طور پر نشان دہی کریں گے تو شکر یہ کے ساتھ اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔ خدائے رحیم و کریم اپنے لطف و کرم سے جو لغزشیں ہوئی ہوں انھیں معاف فرمائے اور اپنے رسول پاک ﷺ کی سنت پر سچے دل سے عمل کی توفیق ارزانی فرمائے آمین۔

حبیب الرحمن اعظمی

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قیام:

مسئلہ (۱) نماز کا ارادہ کریں تو با وضو قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں۔

(۱) قوموا للہ قانتین۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۳) اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ عاجزی کرتے ہوئے۔ (چوں کہ نماز سے باہر قیام ضروری نہیں کیا گیا ہے لہذا کھڑے ہونے کا یہ حکم نماز ہی سے متعلق ہے)

(۲) عن عمران بن حصین قال کانت بی بو اسیر فسألت رسول اللہ ﷺ عن الصلوۃ فقال: صل قائما، فان لم تستطع فقعدا، فان لم تستطع فعلى جنب۔ (صحیح بخاری ۱۰۵۰۱ و مسند احمد ۳۲۶۲۳)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بو اسیر تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر پہلو پر لیٹ کر پڑھو۔

مسئلہ (۲) قیام میں دونوں پیر قبلہ رخ رہیں:

امام بخاری باب فضل استقبال القبلة میں لکھتے ہیں:

يستقبل باطراف وجليه القبلة، قاله أبو حميد (الساعدي) عن النبي صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پیر کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے تھے۔

صف کی درستگی

مسئلہ (۳) باجماعت نماز میں بالکل سیدھے اس طرح مل کر کھڑے ہوں کہ ایک دوسرے کے بازو ملے ہوں درمیان میں کوئی خلاء فرج نہ رہے۔

(۱) عن نعمان بن بشیر قال: كان رسول الله ﷺ يسوي صفوفنا حتى كأننا يسوي بها القداح - الحديث. (صحیح مسلم، ۱۸۲/۱)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کے سیدھے کرنے میں اس قدر اہتمام فرماتے تھے گویا ان صفوں سے تیر سیدھے کئے جائیں گے۔

(۲) عن انس قال: قال رسول الله ﷺ: سَوُوا صفوفكم فإن تسوية الصفوف من إقامة الصلاة، وعند مسلم، من تمام الصلاة. (صحیح بخاری، ۱۰۰۰/۱، صحیح مسلم، ۱۸۲/۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا صفوں کو سیدھی کرو کیوں کہ صفوں کا سیدھا کرنا اقامت نماز میں سے ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نماز کی تکمیل سے ہے۔

(۳) عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: أقيموا الصفوف وحادوا بين المناكب وسدوا التخلل وليسوا بأيدي إخوانكم ولا تدروا فرجات للشيطان ومن وصل صفاً وصله الله ومن قطع صفاً قطعه الله. (سنن ابوداؤد، ۱۰۹۷، صحیح ابن خزیمہ، ۱۰۸/۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا صفوں کو سیدھی کرو، کندھوں کو برابر کرو اور درمیان کی خالی جگہوں کو بند کرو اور اپنے ہاتھوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ (یعنی صف

درست کرنے کے لیے اگر کوئی آگے پیچھے کرے تو نرمی کے ساتھ آگے یا پیچھے ہو جاؤ) اور صفوں میں شیطان کے لیے دراز نہ چھوڑو (بلکہ بالکل مل کر کھڑے ہو) جو صفوں کو ملائے اللہ تعالیٰ اس کو ملائیں گے اور جو صفوں کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ اسے کاٹ دیں گے۔

(۴) انس بن مالك قال: أقيمت الصلاة فاقبل علينا رسول الله ﷺ بوجهه، فقال: أقيموا صفوفكم وترأصوا فإني أراكم من وراء ظهري، وفي رواية عنه وكان أحدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه. (صحیح بخاری، ۱۰۰۰/۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ کا بیان ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا صفوں کو برابر رکھو اور خوب مل کر کھڑے ہو بلاشبہ میں تمہیں پشت کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنے پیروں کو اپنے ساتھی کے پیروں سے ملا دیتا (یعنی ہم میں سے ہر ایک صف کے درمیان خلاء کو پُر کرنے میں انتہائی اہتمام کرتا تھا) یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ایک اپنے قدم کو دوسرے کے قدم سے واقعی ملا دیتا تھا، چنانچہ حافظ ابن حجر اس جملہ کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "المراد بذلك المبالغة في تعديل الصف وسد خلله"۔ (صحیح ابی ہریرہ، ۳۵۲/۲)

امام بخاری کا مقصد اس باب سے صف کی درستگی اور صف کے دراز کو بند کرنے میں مبالغہ بتانا ہے۔ اس کی تائید سنن ابوداؤد کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے "زُصِّوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالأعناق"۔ (ابن ماجہ، ۹۷۷/۱) صفوں کو خوب ملا کر اور قریب ہو کر

کھڑے ہو اور باہم گردنوں کو برابر کرو، نیز سنن ابوداؤد ہی میں حضرت نعمان بن بشیر کی روایت سے بھی تائید ہوتی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں ”قرآیت الرجل يلزق منكبه بمنكب صاحبه وركبته بركبته صاحبه و كعبه بكعبه“ (۱۷۷) میں نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کے کندھے سے اپنا کندھا گھٹنے سے اپنا گھٹنا اور نچنے سے اپنا نچنہ ملا کر کھڑا ہوتا تھا۔

اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ صفیں اس طرح درست کرنا کہ گردنیں گردنوں سے، گھٹنے گھٹنوں سے اور نچنے نچنوں سے ملے ہوئے ہوں ممکن ہی نہیں، اس لیے یہی کہا جائے گا کہ ان مذکورہ الفاظ سے مقصود صف بندی کے اہتمام کہ کوئی آگے پیچھے نہ ہو۔ اور درمیانی کشادگی کو پُر کرنے میں مبالغہ کرنے کو بیان کرنا ہے ان الفاظ کے حقیقی معانی مراد نہیں ہیں، لہذا صفوں کو درست کرنے کی سنت کے مطابق صحیح صورت یہی ہے کہ سب آپس میں کندھے سے کندھے ملا کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں خلل نہ رہے اور نہ ہی کوئی صف میں آگے پیچھے نکلا ہوا ہو باہم پیروں کو پیروں سے ملانے کی ضرورت نہیں کیوں کہ اس طرح ایک دوسرے کے قدم تو مل جاتے ہیں لیکن اپنی ٹانگیں چوڑی کرنے کی وجہ سے خود اپنی ٹانگوں کے درمیان غیر موزوں فرجہ اور خلل پیدا ہو جاتا ہے جو رسول خدا ﷺ کی تعلیم تحسین صلاۃ کے خلاف ہے۔ پھر اس میں بلاوجہ کا تکلف کرنا پڑتا ہے اور رکوع و سجدے میں بھی دشواری ہوتی ہے نیز صفوں کی درستگی کا اہتمام تو صرف نماز کے شروع کرتے وقت مطلوب ہے اور ٹانگیں چوڑی کر کے قدم سے قدم ملانے کی ضرورت ہر رکعت میں پیش آتی ہے جو خلاف سنت ہے۔ قدر

مسئلہ (۳) پہلی صف مکمل کر لینے کے بعد دوسری صف قائم کریں۔

(۱) عن جابر بن سمرة (مرفوعاً) ثم خرج علينا فقال ألا تصفون، كما تصف الملائكة عند ربها، فقلنا يا رسول الله: وكيف

تصف الملائكة عند ربها قال يتمون الصوف الأولى ويتراصون في الصف. (صحیح مسلم ۱۸۱/۱)

ترجمہ: پھر دوبارہ رسول خدا ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صف بندی کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا حضور! فرشتے اپنے رب کے پاس کس طرح صف قائم کرتے ہیں؟ فرمایا اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(۲) عن انس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أتموا الصف المقدم ثم الذي يليه، فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر. (سنن ابوداؤد ۹۸۱/۱، اسنادہ حسن)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی صف کو پورا کرو پھر اس سے ٹلی صف کو پورا کرو اور جو کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہو۔

نیت:

مسئلہ (۵) نماز شروع کرتے وقت دل میں نیت کر لیں کہ فلاں نماز پڑھ رہا ہوں۔

(۱) وَمَا أَمُرُوا إِلَّا لِیُعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنْفَاءً۔

ترجمہ: اور انھیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کریں خلیف ہو کر۔

(۲) إنما الأعمال بالنیات وإنما لامرء ما نوى - الحدیث.

(بخاری ۴۱/۱، مسلم ۱۳۰۴)

ترجمہ: اعمال تو نیت کے ساتھ ہیں آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔
تنبیہ: نیت دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ (۶) نیت کر لینے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریر یعنی اللہ اکبر کہیں۔

(۱) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى. (سورۃ علی، پ ۳۰)

ترجمہ: اور اس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

(۲) عن أبي هريرة قال: قال النبي ﷺ: إذا قامت إلى الصلاة

فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر. (مسلم، ۱۷۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز قائم کرنے کا ارادہ کرو تو مکمل طور پر وضو کرو پھر قبلہ رخ ہو جاؤ اور تکبیر کہو۔

(۳) عن مالك بن الحويرث ان رسول الله ﷺ كان إذا كبر

رفع يديه، حتى يحاذي بهما أذنيه. وفي رواية "حتى يحاذي بهما فروع أذنيه." (مسلم، ۱۶۸۱)

ترجمہ: حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ تکبیر تحریر کے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ انھیں کانوں کے برابر کر دیتے، اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: یہاں تک کہ ہاتھوں کو کان کے اوپری حصہ کے مقابل کر دیتے۔

(۴) عن أنس قال رأيت رسول الله ﷺ كبر، فحاذي

بابهاميه أذنيه - الحديث "أخرجه الحاكم وقال: هذا إسناد صحيح على شرط الشيخين ولا أعراف له علة ولم يخرجاه." (المستدرک، ۲۲۶)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو اپنے ہاتھ کے انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کر دیا۔
مسئلہ (۷) سردی کے موسم میں اگر ہاتھ چادر وغیرہ کے اندر ہوں تو سینے یا کندھوں تک بھی ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔

(۱) عن وائل بن حجر قال: رأيت النبي ﷺ حين افتتح

الصلاة رفع يديه حيال أذنيه ثم اتينهم فرأيتهم يرفعون أيديهم إلى صدورهم في افتتاح الصلاة وعليهم برانس وأكسية. (سنن ابوداؤد، ۱۰۵۱، سنن کبریٰ تہذیبی، ۲۸۲۲)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع فرمائی تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا، پھر دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرات صحابہ نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو سینے تک اٹھاتے ہیں اور ان کے بدن پر چتے اور چادریں تھیں۔

فائدہ: حضرت وائل کا دوسری بار سردی کے موسم میں آنا اس روایت

سے ظاہر ہے جس میں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ "ثم حثت بعد ذلك في زمان فيه برد شديد، فرأيت الناس عليهم جُلّ الشياح تحرك أيديهم تحت الشياح" (سنن ابوداؤد، ۱۰۵۱، مجمع، ۱۰۶۱)

ترجمہ: پھر دوبارہ میں سخت سردی کے موسم میں آیا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان پر موٹے موٹے کپڑے ہیں اور انھیں کپڑوں کے نیچے ان کے ہاتھ (رفع یدین کے لیے) حرکت کر رہے تھے۔

مسئلہ (۸) ہاتھوں کو اٹھاتے وقت انگلیوں کو کھلی اور کشادہ نیز ہتھیلی

کو قبلہ رخ رکھیں۔

(۱) عن أبي هريرة كان رسول الله ﷺ إذا كبر للصلاة نشر

أصابعه. (جامع ترمذی: ۱/۵۶، صحیح ابن حبان: ۱۹۵/۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو انگلیوں کو کشادہ اور کھلی رکھتے تھے۔

(۲) عن ابن عمر (مرفوعاً) إذا استفتح أحدكم فليرفع يديه وليستقبل بباطنهما القبلة؛ فإن الله أمامه. (رواه الطبراني في الأوسط، مجمع الزوائد ۱۰۲/۲) وفيه عمير بن عمران وهو ضعيف.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ رکھے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت اس کے آگے ہوتی ہے۔

مسئلہ (۹) تکبیر تحریمہ سے فارغ ہو کر دائیں ہاتھ سے بائیں پہونچے کو پکڑ کر ناف سے ذرا نیچے رکھ لیں، ہاتھ باندھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے حلقہ بنا کر بائیں پہونچے کو پکڑ لیں اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیلی چھوڑ دیں۔

(۱) عن سهل بن سعد قال كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل يده اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلاة، قال أبو حازم: لا أعلمه إلا ينمى ذلك إلى النبي ﷺ. (صحیح بخاری: ۱۰۲/۱)

ترجمہ: حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پہونچے پر رکھیں۔

(۲) عن وائل بن حجر أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه حين دخل في الصلاة وكبر، ثم التحف بثوبه، ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه

اليسرى والرمع والساعد. (مسند احمد، مسند الشافعي، مسند ابن ماجه، مسند ابوداؤد، مسند ابوشاذان صحيح آثار السنن: ۶۲/۱)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کی تو ہاتھوں کو بلند کیا اور تکبیر کہی پھر چادر لپیٹ لی اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پشت اور پہونچے دکھائی پر رکھا۔

(۳) عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ يضع يمينه على شماله تحت السرة. (مصنف ابن أبي شيبة طبع كراچی: ۳۹۰/۱) قال الحافظ قاسم بن قطلوبغا في تخریج أحاديث الاختيار شرح المختار، هذا سند جيد، وقال العلامة محمد أبو الطيب المدني في شرح الترمذی، هذا حديث قوي من حيث السند وقال المحقق عابد السندي في طوابع الأنوار: رجاله ثقات.

ترجمہ: علقمہ بن وائل اپنے والد یعنی وائل بن حجر سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں آپ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔

(۴) عن أنس قال: ثلاث من أخلاق النبوة تعجل الإفطار وتاخير السجور و وضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة تحت السرة. (ابو ہریرہ صحیح: ۳۲۲/۲، صحیح ابن حزم: ۳۵۱/۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین باتیں نبوت کے اخلاق و عادات میں سے ہیں (۱) افطار میں جلدی کرنا۔ (۲) سحری دیر سے کھانا۔ (۳) اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

(۵) عن عقبه بن صهيبان أنه سمع علياً يقول في قول الله عز وجل: "فصل لربك وانحر" قال وضع اليمنى على اليسرى تحت

السورة. (التعمیر ابن عبد البر: ۷۸۴)

ترجمہ: عقبہ بن صہبان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فصل لربك وانحر" کی تفسیر میں انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(۶) عن أبي وانل عن أبي هريرة رضي الله عنه أخذ الألف على الألف في الصلاة تحت السورة. (سنن ابوداؤد نيسابوري: ۲۸۰، والحلی ابن حزم: ۳۰۳)

ترجمہ: ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

(۷) عن الحجاج بن حسان قال: سمعت أبا مجلز أو سألته قال: قلت: كيف اضع؛ قال: يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلهما أسفل من السورة. (مصنف ابن أبي شيبة: ۳۹۱، وإسناده صحيح)

ترجمہ: حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے سنا، یا ان سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کس طرح رکھوں؟ تو انھوں نے بتایا کہ دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہتھیلی کے اوپری حصہ پر ناف سے نیچے رکھے۔

(۸) عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السورة. (مصنف ابن أبي شيبة: ۱۹۰، وإسناده حسن)

ترجمہ: مشہور فقیر و محدث ابراہیم نخعی نے کہا کہ نمازی اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

ضروری وضاحت:

ناف سے نیچے یا ناف سے اوپر سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں مرفوع

روایتیں درجہ دوم و سوم کی ہیں اور ان میں اکثر ضعیف ہیں البتہ نیچے باندھنے کی روایتیں سینے وغیرہ پر باندھنے کی روایتوں سے اصول محدثین و فقہاء کے لحاظ سے قوی اور راجح ہیں۔

مسئلہ (۱۰) تکبیر تحریمہ اور ہاتھوں کو باندھنے کے بعد دعائے استفتاح یعنی شاپڑھیں۔

(۱) عن أنس بن مالك قال: كان رسول الله ﷺ إذا استفتح الصلاة قال: سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك. (كتاب الدعاء للطبرانی: ۳۳۲، والمعجم الأوسط قال الحافظ الهيثمي

ورجاله موثقون، مجمع الزوائد: ۱۰۷، وقال العلامة النيموي وإسناده جيد، آثار السنن: ۷۲)

(۲) عن أبي سعيد أن النبي ﷺ كان إذا افتتح الصلاة قال: سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك. (سنن نسائي: ۱۳۳)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو سبحانک اللہم الخ پڑھتے۔

(۳) عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ إذا استفتح الصلاة قال: سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك. (سنن ابوداؤد: ۱۱۳، ومترک حاکم: ۲۳۵، وقال صحيح علي شرط الشيخين .

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو سبحانک اللہم الخ پڑھتے۔

(۴) عن عبدة وهو ابن لبابة أن عمر بن الخطاب كان يجهر بهؤلاء الكلمات، يقول سبحانك اللهم الخ. (صحیح مسلم: ۱۷۲، وهو مرسل لأن عبدة لم يسمع من عمر)

ترجمہ: ابن لبابہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (بغرض تعلیم کبھی کبھی) ان کلمات یعنی سبحانک اللہم الخ کو بلند آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے۔

وذكره ابن تيمية الجدل في المنتقى عن عمر وأبي بكر الصديق وعثمان وابن مسعود، ثم قال واختيار هولاء يعني الصحابة الذين ذكرهم لهذا الاستفتاح وجهر عمر به أحياناً بمحضر من الصحابة ليتعلمه الناس مع أن السنة إخفاؤه يدل على أنه الأفضل وأنه الذي كان النبي ﷺ يدوم عليه غالباً وأن استفتح بمارواه على وأبو هريرة فحسن لصحة الرواية. (نيل الأوطار: ۲۱۹/۲)

ترجمہ: ابن تیمیہ کے دادا ابوالبرکات عبدالسلام بن عبداللہ المعروف بابن تیمیہ اپنی مشہور کتاب "المنتقى" میں حضرت عمر فاروق، ابو بکر صدیق، عثمان غنی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے ثنا کی روایتوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان اکابر صحابہ کا دعائے استفتاح کے لیے سبحانک اللہم الخ کا اختیار کرنا نیز دعائے استفتاح کو آہستہ پڑھنے کے مسنون ہونے کے باوجود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو سکھانے کی غرض سے کبھی کبھی اسے بلند آواز سے پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ سبحانک اللہم الخ کا پڑھنا ہی افضل ہے اور آنحضرت ﷺ اکثر نمازوں میں اسی پر مداومت فرماتے تھے، پھر بھی اگر کوئی شخص اس کے بجائے وہ دعا پڑھے جو حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تو بھی خوب ہے، کیوں کہ یہ دعائیں بھی ثابت ہیں۔

مسئلہ (۱۱) اگر امانت کر رہے ہوں یا اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثنا سے فارغ ہو جانے پر آہستہ آواز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھیں۔

(۱) فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. (النمل: ۱۳)

ترجمہ: جب تو قرآن پڑھے تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب

کر شیطان مردود سے۔

(۲) عن أنس قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان فلم اسمع أحدا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم. (صحیح مسلم: ۱۷۲/۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی میں نے ان حضرات میں سے کسی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

(۳) عن أنس قال صليت خلف النبي ﷺ وخلف أبي بكر وعمر وعثمان فكانوا لا يجهرون بسم الله الرحمن الرحيم. (نسائی: ۱۳۳۱/۱۳۳۲ اور مسند احمد: ۱۳/۳، طحاوی: ۱۳۹/۱، ہاشم علی شرط الصبح)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے بھی نماز پڑھی یہ سب حضرات نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

(۴) عن أنس أن رسول الله ﷺ كان يسر بسم الله الرحمن الرحيم وأبو بكر وعمر. (رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله موثقون. (مجمع الزوائد: ۱۰۸)

(۵) عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ كان يقول قبل القراءة أعوذ بالله من الشيطان الرجيم. (مصنف عبد الرزاق: ۸۲/۲)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے تھے۔

(۶) عن الاسود بن يزيد قال: رأيت عمر بن الخطاب حين افتتح الصلاة كبر، ثم قال سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك ثم يتعوذ. (رواه الدارقطني: ۳۰۰۱: ۱) واصله صحيح ومضف ابن أبي شيبه: ۲۳۷۱: ۲)

ترجمہ: مشہور تابعی اسود بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے پھر سبحان اللہ اٹخ پڑھتے اس کے بعد اعوذ باللہ کہتے۔

(۷) عن أبي وائل قال: كان علي وابن مسعود لا يجهران بسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بالتأمين. رواه الطبراني في الكبير وفيه أبو سعد البقال وهو ثقة مدلس، (مجمع الزوائد: ۱۰۸/۲)

ترجمہ: ابو وائل کا بیان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بسم اللہ اعوذ باللہ اور آمین کو بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

(۸) عن أبي وائل قال كانوا يسرون التعوذ والبسملة في الصلاة (رواه سعيد بن منصور واصله صحيح)

ترجمہ: ابو وائل کہتے کہ لوگ (یعنی صحابہ و تابعین) نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ کو آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

تنبیہ: بسم اللہ کو جہر (بلند آواز) سے پڑھنے کے بارے میں جو روایتیں نقل کی جاتی ہیں، وہ زیادہ تر ضعیف و غیر مقبول ہیں پھر بھی بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھنے والوں پر تکبیر مناسب نہیں ہے۔

قرأت:

مسئلہ: (۱۲) تعوذ و تسمیہ کے بعد فرض کی پہلی دو رکعتوں اور بقیہ

سب نمازوں کی کل رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت یا کم از کم تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت پڑھیں۔

(۱) فَأَقْرَأُوا مَا تَسْرَرْنَ مِنَ الْقُرْآنِ، پڑھو قرآن میں سے جس قدر میسر ہو۔

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لا صلاة الا بقراءة،

الحديث. (صحیح مسلم: ۱۷۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بغیر قرأت کے کوئی نماز نہیں۔

(۳) عن أبي سعيد قال: أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب وما تيسر.

(سنن ابوداؤد: ۱۱۸۱)، ومسند احمد وابو يعلى وابن حبان قال ابن سيد الناس اسناده صحيح ورجاله ثقات وقال الحافظ في التلخيص اسناده صحيح وقال في الدراية صححه ابن حبان، آجرا السنن: ۷۳/۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں (منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حکم دیا گیا ہے کہ ہم سورۃ فاتحہ اور قرآن کا جو حصہ میسر ہو پڑھیں۔

(۴) عن عبادة بن صامت أخبره أن رسول الله ﷺ قال

لا صلاة لمن لم يقرأ بأم القرآن فصاعدا. (صحیح مسلم: ۱۶۹/۱، سنن ابوداؤد: ۱۱۹/۱،

مصنف عبدالرزاق: ۹۳/۲، مسند احمد: ۳۲۲/۵)

(۴) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا اس کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ قرآن کا کچھ مزید حصہ نہیں پڑھا۔

(۵) عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه أن النبي ﷺ يقرأ في

الرکعتين الأوليين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب وسورة

وَسَمِعْنَا آيَةَ أَحْيَانًا وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْآخِرَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .
(صحیح بخاری: ۱۰۷۷۱، صحیح مسلم: ۱۸۵۱) واللفظ له .

مسئلہ (۱۳) فرض کی آخری رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بجائے تسبیح پڑھ لیں یا خاموش رہیں تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(۱) عن عبید اللہ بن ابی رافع قال: کان یعنی علیا یقرأ فی
الأولین من الظهر والعصر بأم القرآن وسورة ولا یقرأ فی الآخرین .
(مصنف ابن عبد الرزاق: ۳۰۲۳)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابی رافع کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر اور
عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں
قرأت نہیں کرتے تھے۔

(۲) عن ابی اسحاق عن علی وعبد اللہ انهما قالوا: اقرأ فی
الأولین وسبح فی الآخرین . (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۰۸۱، طبع کراچی)

ترجمہ: ابواسحاق حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل
کرتے ہیں کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرو اور
آخری رکعتوں میں تسبیح پڑھو۔

(۳) عن إبراهیم قال: اقرأ فی الأولین بفاتحة الكتاب وسورة .
ترجمہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور
سورت پڑھو اور آخری رکعتوں میں تسبیح پڑھو۔

(۴) عن علقمة بن قیس أن عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرأ
خلف الإمام فیما یجهر فیہ و فیما ینخف فیہ فی الأولین ولا فی
الآخرین، وإذا صلّی وحده قرأ فی الأولین بفاتحة الكتاب وسورة
ولم یقرأ فی الآخرین شیئا. (مؤطا امام محمد: ۱۰۰)

ترجمہ: علقمہ بن قیس نخعی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنه امام کے پیچھے جہری و سری کسی نماز میں قرأت نہیں کرتے تھے نہ پہلی دو رکعتوں
میں اور نہ کچھلی دو رکعتوں میں اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو پہلی دو رکعتوں میں
فاتحہ اور کوئی سورت پڑھتے تھے اور کچھلی دو رکعتوں میں کچھ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

مسئلہ (۱۴) اور اگر امام کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں تو شاپڑھ کر
خاموش ہو جائیں خود قرأت نہ کریں بلکہ امام کی قرأت کی جانب خاموشی کے
ساتھ دھیان لگائے رکھیں۔

(۲) وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
(الاعراف: ۹۷)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور
خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

فائدہ: امام احمد ابن حنبل امام الشافعی محمد بن حسن القشاش، امام جصاص
رازی، حافظ ابن عبد البر، حافظ ابن تیمیہ وغیرہ ائمہ حدیث و تفسیر و فقہ
فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأت کے سلسلے میں
نازل ہوئی ہے۔

(۲) عن ابی موسیٰ الأشعری قال: إن رسول اللہ ﷺ خطبنا
فبین لنا ستنا و علمنا صلّتنا فقال: إذا صلّتم فاقیموا صفوفکم ثم
لیؤمکم أحدکم، فإذا کبر فکبروا وإذا قرأ فانصتوا وإذا قال، غیر
المقضوب علیہم والضالین، فقولوا: آمین، الحدیث بروایة
الجریب عن سلیمان عن قتادة. (صحیح مسلم: ۱۷۴۱، وسند امام احمد: ۳۱۵، وابن ماجہ
(۶۱، دار قطنی: ۳۳۰)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ

نے ہمیں خطاب فرمایا اور ہمارے واسطے دینی طریقے کو بیان فرمایا اور ہمیں نماز کا طریقہ سکھایا اور آپ نے اس سلسلے میں فرمایا کہ جب نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو درست کرو پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کرانے وہ جب تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور وہ جب قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ "غیر المعضوب علیہم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو۔

(۳) عن ابي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا كبر، فكبروا، وإذا قرأ فانصتوا، الحديث (تالی: ۱۰۷۱، ابن ماجہ ۷۱، مسند احمد ۳۷۶۲، شرح معانی الآثار ۱۳۹/۱، مسند ابن ابی عیینہ ۱/۳۷۷، وصحیح امام مسلم و آخرون)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا امام تو اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، لہذا جب امام تکبیر کہے تو اس کے بعد تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم لوگ خاموش رہو۔

(۴) عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: من كان له إمام فقرأه الإمام له فقرأه. (رواه احمد بن منيع في مسنده وقال الحافظ البوصيري في الاصحاف: ۳۳۵/۲، صحيح علي شرف المصنفين)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے امام کی اقتدا کی تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے، یعنی مقتدی کو اللگ سے قرأت کی ضرورت نہیں امام کی قرأت اس کے حق میں بھی کافی ہے۔

(۵) عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ انصرف من صلاة جهرة فيها بالقرأة فقال: هل قرأ معي منكم أحد آنفاء، فقال رجل: نعم أنا يا رسول الله! فقال رسول الله ﷺ: اقول مالي انازعني القرآن.

فانتهى الناس عن القراءة مع رسول الله، فيما جهر فيه رسول الله ﷺ بالقراءة حين سمعوا ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم. (۶۰، مالک ۲۹۹، ابوداؤد الترمذی) وقال هذا حديث حسن، وقال الحافظ المغلطاني قال الترمذی هذا حديث حسن في أكثر النسخ وفي بعضها صحيح، وقال الحافظ أبو علي طوسي في كتاب الأحكام من تاليفه هذا حديث حسن وصححه الحافظ أبو بكر الخطيب في كتابه المدرج، الاعلام للمغلطاني (تالی ۸۲/۳) وصححه أيضا أبو حاتم الرازي وابن كثير في تفسير القرآن ۲۸۷/۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کیا اس وقت تم میں سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے ایک صاحب بولے جی ہاں میں نے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہمی تو میں جی میں کہہ رہا تھا میرے ساتھ قرآن میں منازعت کیوں ہو رہی ہے؟ اس کے بعد جہری نمازوں میں صحابہ کرام نے آہ کے پیچھے قرأت ترک کر دی۔

(اس حدیث پاک پر فنی بحث کے لیے مسند احمد مع تعلیق امہ شاکر: ۱۲/۲۸۵-۲۸۸) کا مطالعہ کیجئے۔

نوٹ: اس مسئلہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے ہماری کتاب "امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم۔"

مسئلہ (۱۵) جب امام سورہ فاتحہ کی قرأت کرتے وقت "ولا الضالین" پڑھوئے تو امام اور مقتدی سب آہستہ آواز سے "آمین" کہیں۔

(۱) عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا قال الامام: "غیر المعضوب علیہم ولا الضالین" فقولوا: "آمین" فإنه من وافق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه. (صحیح بخاری)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امام جب "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کہے تو تم سب آمین کہو کیوں کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۲) عن ابی ہریرۃ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا یقول: لا تبادروا الإمام. إذا کبر فکبروا وإذا قال ولا الضالین فقولوا: آمین وإذا رکع فارکعوا وإذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا: اللہم ربنا لك الحمد. (صحیح مسلم ۱۵۷۱)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں (طریقہ نماز) سکھاتے ہوئے فرماتے تھے امام سے سبقت نہ کرو امام جب تکبیر کہے تو اسکے بعد تکبیر کہو اور امام جب "ولا الضالین" کہے تو تم سب آمین کہو اور وہ جب رکوع میں جائے تو اس کے بعد رکوع میں جاؤ اور وہ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم سب اللہم ربنا لك الحمد کہو۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا قال الإمام "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" فقولوا: آمین، وإن الملائکۃ تقول آمین، وإن الامام یقول آمین، فمن وافق تأمینہ تأمین الملائکۃ غفر له ما تقدم من ذنبه. (مسند احمد ۲۳۳۲، سنن نسائی ۱۳۱۳، سنن دارمی ۳۱۳، طبع کراچی۔ صحیح ابن خزیمہ ۲۸۹۱، ۱۰۲۸۹، ۱۰۲۸۹، صحیح)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام جب "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کہے تو تم لوگ آمین کہو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے۔ تو جس

فمن وافق آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ضروری تفسیہ: ان مذکورہ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے امام بلند آواز سے آمین نہیں کہتا کیوں کہ اگر وہ بلند آواز سے آمین کہتا تو آنحضرت ﷺ مقتدیوں کے آمین کہنے کو امام کے ولا الضالین کہنے پر مطلق نہ فرماتے۔

(۴) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ قال: إذا أمن الإمام فأمنوا، فإنه من وافق تأمینہ تأمین الملائکۃ غفر له ما تقدم من ذنبه (رواه الجماعة).

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام جب آمین کہے تو تم لوگ آمین کہو کیوں کہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو جائے گا اسکے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

وضاحت: اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "إذا أمن الإمام" کو جمہور علماء نے مجاز پر محمول کیا ہے تاکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "إذا قال الإمام والضالین" میں باہم موافقت ہو جائے پنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔ "قلوا فالجمع بین الروایتین یقتضی حمل قوله "إذا أمن" علی المجاز۔ (۳۳۵۲)

ترجمہ۔ علماء کہتے ہیں کہ حدیث "إذا قال الامام ولا الضالین" اور حدیث "إذا أمن الإمام" میں جمع و تطبیق کا تقاضا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "إذا أمن الإمام" کو مجاز پر محمول کیا جائے۔ "فتدبر ولا تكن مع الغافلین"

(۵) عن وائل بن حجر أنه صلى مع النبي ﷺ، فلما بلغ "غیر

المغضوب عليهم ولا الضالين قال: آمين وأخفى بها صوته، الحديث،
 ذمّن تردّي الر ۶۳، مند امد ۳۱۶۶، مند ابو داؤد الطيالسي ۱۳۸۶، سنن دار قطنی ۳۳۲،
 سند رک حاکم ۳۳۲، وقال هذا حديث صحيح على شرطها واقره الذهبي

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اللہ
 کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" پر پہنچے تو آپ ﷺ نے آمین کہا
 اور اس میں اپنی آواز کو پست کیا۔

(۶) عن أبي وانل قال: كان عمر وعلي لا يجهروا بيسم الله
 الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بالتأمين (شرح معاني الآثار ۱۳۰۰، ذکر الحافظ
 الزکامی فی الجوهري ۳۸۶)

ترجمہ: ابو داؤد اکل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ
 عنہما، بسم اللہ، اعوذ باللہ اور آمین میں آواز بلند نہیں کرتے تھے۔

(۷) عن علقمة والأسود كليهما عن ابن مسعود قال يخفي الإمام
 ثلاثا التعوذ، وبسم الله الرحمن الرحيم، و آمين (الحلی ابن حزم ۲۰۶۶)
 ترجمہ: علقمہ اور اسود دونوں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
 نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا امام تین چیزوں یعنی اعوذ باللہ، بسم اللہ
 اور آمین کو آہستہ کہے گا۔

رکوع:

مسئلہ (۱۶) قرأت سے فارغ ہو جائیں تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع
 میں جائیں۔

عن ابي هريرة قال كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة

بكبيرة حين يقوم، ثم يكبر حين يركع، الحديث، (صحیح بخاری: ۱۰۹۱، صحیح مسلم ۱۶۹۱)
 ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو کھڑے ہونے کے وقت تکبیر کہتے
 اور پھر رکوع میں جانے کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

مسئلہ (۱۷) رکوع میں اپنے اوپر کے دھڑ کو اس حد تک جھکائیں کہ
 گردن اور پیٹھ تقریباً ایک سطح پر آجائیں۔

(۱) عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يستفتح الصلاة
 بالتكبير والقراءة بالحمد لله رب العالمين وكان إذا ركع لم يشخص
 رأسه ولم يصوبه ولكن بين ذلك. (صحیح مسلم ۱۹۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نماز کو تکبیر سے اور قرأت کو الحمد لله رب العالمین سے شروع فرماتے تھے
 اور جب رکوع میں جاتے تھے تو سر مبارک کو نہ بلند کرتے تھے اور نہ نیچا بلکہ ان
 دونوں کے درمیان میں رکھتے تھے۔

(۲) عن ابن عباس قال: كان رسول الله ﷺ إذا ركع استوى،
 فلو صب على ظهره ماء لاستقر. (مجمع الزوائد ۲۳/۲، بحوالہ طبرانی فی الکبیر
 رابو یعلی وعن نبی برة الأسلمی بحوالہ طبرانی فی الکبیر والأوسط وقال رجالهما موثقون)
 ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ
 ﷺ جب رکوع کرتے تو پشت مبارک کو اس طرح ہموار کرتے کہ اگر آپ ﷺ
 کی پشت مبارک پر پانی گرا دیا جاتا تو وہ ٹھہرا رہتا۔

مسئلہ (۱۸) رکوع میں پاؤں سیدھے رکھیں ان میں خم نہ ہونا چاہئے اور
 دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور بازو
 سیدھے تھے ہوئے پہلو سے دوڑ رہیں۔

(۱) عن أنس قال: قال لي يعني النبي صلى الله عليه وسلم: يا بني! إذا ركعت فضع كفيك على ركبتك وفرج بين أصابعك وارفع يديك عن جنبك. (نسب الرازي: ۲۱۴-۳) صحیح ابن حبان: ۲۷۶۳، ابن عمر بن عبد بن مثنیٰ حدیث طویل، مصنف عبد الرزاق: ۱۵۱/۲

ترجمہ: خادم رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے بیٹے جب رکوع کرو تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھو اور انگلیوں کے درمیان کشادگی رکھو اور ہاتھوں کو پہلو سے دور رکھو۔

(۲) عن أبي حميد قال: إن رسول الله ﷺ ركع، فوضع يديه على ركبتيه كأنه قابض عليهما ووتر يديه فتحاهما عن جنبيه.

(سنن ترمذی: ۶۰۱) وقال هذا حديث حسن صحيح، وهو الذي اختاره أهل العلم الخ. ترجمہ: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے رکوع کیا تو ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر اس طرح رکھا کہ گویا انھیں پکڑے ہوئے ہیں اور بازو کو تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔

مسئلہ (۱۹) رکوع میں کم از کم اتنی دیر رکھیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا جاسکے۔

(۱) عن ابن مسعود ان النبي ﷺ قال: إذا ركع أحدكم فقال في ركوعه: سبحان ربی العظیم ثلاث مرات، فقد تم ركوعه وذلك أدناه وإذا سجد فقال في سجوده: سبحان ربی الأعلى ثلاث مرات، فقد تم سجوده وذلك أدناه. (سنن ترمذی: ۶۰۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے جب رکوع کیا اور اپنے رکوع میں تین بار "سبحان ربی العظیم" پڑھا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور تین بار کی تعداد کمال کا

اوتی درجہ ہے، اور جب سجدہ کیا اور سجدہ میں "سبحان ربی الأعلى" تین بار پڑھا تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ کمال کا اوتی درجہ ہے۔

(۲) عن أبي بكر أن رسول الله ﷺ كان يسبح في ركوعه "سبحان ربی العظیم" ثلاثاً وفي سجوده "سبحان ربی الأعلى" ثلاثاً. (رواه ابن مردودہ الطبرانی، اسناد حسن آثار السنن: ۱۱۳)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہتے تھے اور اپنے سجدہ میں تین بار "سبحان ربی الأعلى" کہتے تھے۔

مسئلہ (۲۰) پھر رکوع سے اس پر اسید سے کھڑے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

(۱) عن أبي هريرة أن النبي ﷺ دخل المسجد، فدخل رجل فصلى، ثم جاء فسلم على النبي ﷺ، فرد عليه النبي ﷺ فقال: ارجع، فصل فإنك لم تصل، فسلم ثم جاء فسلم على النبي ﷺ، فقال: ارجع فصل فإنك لم تصل ثلاثاً، فقال: والذي بعثك بالحق ما أحسن غيره فعلمني فقال: إذا قمت إلى الصلوة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن واكعاً، ثم ارفع حتى تعبدل قائماً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، الحديث. (صحیح بخاری: ۱۰۹۱، سنن ابوداؤد: ۱۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھ کر آئیں اور فرمایا کہ واپس جا کر پھر سے نماز پڑھو تم نے تو نماز پڑھی ہی نہیں، اس شخص نے پھر سے نماز پڑھی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر سلام کیا آپ نے پھر

فرمایا جا کر نماز پڑھو تم نے تو نماز پڑھی ہی نہیں تین بار آپ نے سے واپس لو لایا تو اس شخص نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز پڑھتی نہیں جانتا آپ مجھے سکھادیں؟ تو آپ نے فرمایا تم جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کو پھر تمہیں قرآن کا جو ناسخہ میسر ہو اسے پڑھو پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو اور اٹھو۔

(۲) عن عائشة قالت: وكان رسول الله ﷺ إذا رفع رأسه من الركوع لم يسجد حتى يستوي قائماً. (صحیح مسلم: ۱۹۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو خوب سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے سجدہ نہیں کرتے تھے۔

مسئلہ (۲۱) امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے پہلے اگر آپ رکوع میں مل جائیں تو آپ رکعت کو پاجائیں گے۔

(۱) عن أبي هريرة ان رسول الله ﷺ قال: من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدركها قبل أن يقم الإمام صلبه. (صحیح ابن خزیمہ: ۳۵۳، صحیح ابن حبان) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے امام کے پشت اٹھانے سے پہلے رکوع کو پایا اس نے رکعت پالی۔

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إذا جئتم إلى الصلاة ونحن سجدوا فلا تعتدوها شينا ومن أدرك ركعة فقد أدرك الصلاة. (سنن ابوداؤد: ۱۲۹۱، مستدرک حاکم: ۲۱۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز پڑھو اور میں سجدہ میں ہوں تو تم سجدہ کو نہ گننا اور اگر تم نے رکعت پائی تو تم نے رکعت پائی۔

نے فرمایا جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدہ کی حالت میں ہوں تو سجدہ میں چلے جاؤ اور اس سجدہ کا اعتبار نہ کرو، اور جس نے رکوع پایا اس نے رکعت پالی۔

(۳) عن ابن عمر قال: إذا أدركت الإمام راكعاً، فركعت قبل أن يرفع فقد أدركت، وإن رفع قبل أن ترفع فقد فاتتك. (مصنف عبدالرزاق: ۲۷۹۲) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا اور اس کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے تم نے رکوع کر لیا تو تم رکعت کو پا گئے اور اگر تمہارے رکوع میں جانے سے پہلے امام نے سر اٹھالیا تو رکعت فوت ہو گئی۔

(۴) عن ابن عمر قال: إذا جئت والإمام راكع، فوضعت يديك قبل أن يرفع رأسه فقد أدركت. (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۷۳، طبع کراچی) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تو امام کے رکوع کی حالت میں آیا اور اس کے سر اٹھانے سے پہلے تو نے اپنے گھٹنے پر ہاتھ رکھ دیا تو تو نے رکعت کو پایا۔

مسئلہ (۲۲) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے اور مقتدی "ربنا لك الحمد" کہیں۔

(۱) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا قال الإمام: "سمع الله لمن حمده" فقولوا: اللهم ربنا لك الحمد، فإنه من وافق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه. (صحیح بخاری: ۱۰۹۱، صحیح مسلم: ۱۷۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام جب "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم لوگ (یعنی مقتدی) "اللهم ربنا لك الحمد" کہو۔

(۲) عن أنس، مرفوعاً، قال: إنما جعل الإمام ليؤتم به إذا كبر فكبروا وإذا ركع فاركعوا وإذا رفع فارفعوا وإذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد وإذا سجد فاسجدوا. (صحیح بخاری، ۱۱۱۱: ۱۱۱۲، صحیح مسلم، ۱۷۷: ۱۷۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، امام بنایا ہی جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے، امام جب تکبیر کہے تو اس کی پیروی میں تم لوگ تکبیر کہو اور جب وہ رکوع میں جائے تو اس کی پیروی میں تم لوگ رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس کی پیروی میں تم لوگ سر اٹھاؤ اور جب وہ "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم لوگ "ربنا لك الحمد" کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو پھر تم لوگ سجدہ کرو۔

مسئلہ (۲۳) رکوع و سجدے میں امام سے پیہے کبھی بھی سر نہ اٹھائیں۔

(۱) عن أبي هريرة "مرفوعاً" أما يخشى أحدكم أو أيا يخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل الله رأسه رأس حمار، أو يجعل الله صورته صورة حمار. (صحیح بخاری، ۹۶۲/۲، صحیح مسلم، ۱۸۱: ۱۸۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ڈرتا نہیں جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو یا اس کی صورت کو گدھے کے سر یا صورت کی طرح بنا دیں گے۔

مسئلہ (۲۴) اکیلے نماز پڑھنے والے رکوع سے اٹھنے کے وقت "سمع الله لمن حمده اور "ربنا لك الحمد" دونوں کہیں۔

(۱) عن عبد الله ابن أبي أوفى قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع ظهره من الركوع، قال: سمع الله لمن حمده اللهم لك الحمد ملاء السموات وملاء الأرض وملاء ما شئت

من شيء بعده. (صحیح مسلم، ۱۹۰: ۱۹۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے پشت مبارک اٹھاتے تو کہتے "سمع الله لمن حمده اللهم ربنا لك الحمد ملاء السموات وملاء الأرض وملاء ما شئت من شيء بعده."

مسئلہ (۲۵) رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین بہتر نہیں ہے۔

(۱) عن علقمة قال: قال عبد الله بن مسعود ألا أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ فصلی، فلم يرفع يديه إلا مرة واحدة، قال أبو عيسى حديث ابن مسعود حديث حسن وبه يقول غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ والتابعين وهو قول سفیان وأهل الكوفة. (سنن ترمذی، ۵۹۹: ۵۹۹، سنن ابوداؤد، ۱۰۹: ۱۰۹، نسائی، ۱۶۱: ۱۶۱، مصنف ابن ابی حنیة، ۲۶۷: ۲۶۷، وهو حديث صحيح بعضها على شرط الشيخين وبعضها على شرط مسلم)

ترجمہ: مشہور تابعی علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا نہ پڑھوں میں تمہاری تعلیم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز، (اس تنبیہ کے) بعد حضرت عبد اللہ نے نماز پڑھی تو صرف تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ اٹھایا۔

(۲) عن عبد الله عن النبي ﷺ أنه كان يرفع يديه في أول تكبيره ثم لا يعود. (شرح معانی الآثار، ۱۳۲: ۱۳۲، سندہ قوی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ تکبیر تحریر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔

(۳) عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح

الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم: حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع لا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدة تين والمعنى واحد. (صحیح ابوعبیدہ: ۹۰، مسند حمیدی ۴۷۷/۲)

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے موٹھوں تک اور جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے اور بعض راویوں نے بیان کیا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ سب راویوں کی روایت کا معنی ایک ہی ہے (مگر الفاظ مختلف ہیں)۔

تنبیہ: یہ روایت سند کے لحاظ سے نہایت قوی اور علت و شد و ذو سے بڑی ہے، جن حضرات نے اس پر کلام کیا ہے اصول محدثین کی رو سے وہ درست نہیں ہے، تفصیل کے لیے ہماری کتاب ”تحقیق مسئلہ رفع یدین“ دیکھئے۔

(۴) عن ابن مسعود قال: صليت خلف نبي الله ﷺ وأبي بكر وعمر، فلم يرفعوا أيديهم إلا عند افتتاح الصلاة وقال إسحاق وبه ناخذ في الصلاة كلها. (دارقطني: ۲۹۵/۱، وبيهقي: ۷۹/۱، والجوهري: ۷۹/۱، وقال الحافظ المارديني اسناده جيد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابو بکر صدیق و فاروق اعظم کے ساتھ نماز پڑھی ان سب حضرات نے رفع یدین نہیں کیا مگر پہلی تکبیر کے وقت، محدث اسحاق ابن ابی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہمارے نمازوں میں اسی پر عمل ہے۔

(۵) عن عباد بن الزبير (مرسلا) أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه في أول الصلاة، ثم لم يرفعهما في شيء حتى

يقف غ. (نصب الراية: ۳۰۳/۱، وقال المحدث الكشميري فهو مرسل جيد)

ترجمہ: عباد بن زبیر (مرسلا) روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو شروع نماز میں رفع یدین فرماتے اس کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین نہ فرماتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔

(۶) عن الاسود قال رأيت عمر بن الخطاب يرفع يديه في أول تكبيرة، ثم لا يعود وقال عبد الملك: ورأيت الشعبي وإبراهيم وأبا إسحاق لا يرفعون أيديهم إلا حين يفتتحون الصلاة. (شرح معاني الآثار: ۱۳۳/۱، مصنف ابن أبي شيبة: ۲۶۸/۱، ومسند صحيح علي شرط مسلم)

ترجمہ: اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ صرف تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین کرتے تھے، راوی عبد الملک کا بیان ہے کہ میں نے امام شعبی، امام ابراہیم نخعی، اور محدث ابواسحاق سہمی کو دیکھا کہ یہ حضرات بھی صرف تکبیر تحریر ہی کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

(۷) عن عاصم بن كليب عن أبيه أن عليا كان يرفع يديه في أول تكبيرة من الصلاة ثم لا يعود. (شرح معاني الآثار: ۱۳۲/۱، ومصنف ابن أبي شيبة: ۲۶۷/۱، وقال الحافظ الزيلعي وهو أثر صحيح، نصب الراية، وقال الحافظ ابن حجر رجاله ثقات، الدراية: ۸۵/۱)

ترجمہ: کلب کا بیان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد پھر نہیں کرتے تھے۔

(۸) عن أبي إسحاق قال: كان أصحاب عبد الله وأصحاب علي لا يرفعون أيديهم إلا في افتتاح الصلاة، وقال وكيع ثم لا يعودون. (مصنف ابن أبي شيبة: ۲۶۷/۱، والجوهري: ۷۹/۲، ومسند صحيح علي شرط الشيخين)

ترجمہ: ابواسحاق سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

عنه کے تلاذہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تلاذہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

نوٹ: اس مسئلہ میں حضرات صحابہ اور ان کے بعد فقہاء و محدثین کا طریقہ عمل مختلف رہا ہے لیکن خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ اس لیے اس کے رائج ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

سجدہ:

مسئلہ (۳۶) قومہ کے بعد تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، سجدہ میں جاتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

(الف) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم دے کر انھیں زمین کی طرف لے جائیں۔

(ب) جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں تو اس کے بعد سینے کو جھکائیں۔

(ج) گھٹنوں کو زمین پر رکھنے کے بعد ہاتھ پھر تاک پھر پیشانی زمین پر رکھیں۔

(۱) عن وائل بن حجر قال رأيت رسول الله ﷺ إذا سجد يضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه۔ (سنن ترمذی: ۶۱/۱، و سنن ابوداؤد: ۱۲۲/۱، و سنن ابن ماجہ: ۶۲/۱، و سنن دارمی: ۳۳۷/۱، و مستدرک حاکم: ۱۶۵/۱، قال الترمذی هذا حديث غريب حسن لا يعرف احدا رواه غير شريك قال وروی همام عن عاصم هذا مرسل ولم يذكر فيه وائل، وقال العلامة النيموي في آثار السنن فالحديث لا ينحط عن درجة الحسن لكثرة طرقه: ۱۱۷/۱)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے زمین پر ہاتھوں کے رکھنے سے پہلے رکھتے تھے۔

(۲) عن علقمة والأسود قالا: حفظنا عن عمر في صلته أنه خرو بعد ركوعه على ركبتيه كما يخرو البعير ووضع ركبتيه قبل يديه. (شرح معاني الآثار: ۱۵۱/۱)

ترجمہ: علقمہ اور اسود دونوں حضرات بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز سے یاد ہے کہ وہ رکوع کے بعد سجدہ کے لیے جھکے جس طرح اونٹ بیٹھنے کے وقت جھکتے ہیں اور اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھا۔

(۳) عن عبد الله بن يسار إذا سجد وضع ركبتيه، ثم يديه ثم وجهه، فإذا أراد أن يقوم رفع وجهه ثم يديه ثم ركبتيه قال عبد الرزاق وما احسنه من حديث وأعجب به. (معنف عبد الرزاق: ۱۷۷/۱، وقد سقط من الاسناد "عن ابیه" ومعنف ابن ابی حنیة: ۲۹۵/۱)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسلم بن یسار اپنے والد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ جب سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنوں کو رکھتے پھر ہاتھوں کو پھر چہرے کو اور جب سجدہ سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے چہرے کو اٹھاتے پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔

مسئلہ (۲۷) سجدہ میں دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پیر کی انگلیاں اور پیشانی مع تاک زمین پر ٹیک دیں۔

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أمرت أن اسجد على سبعة أعظم على الجبهة وأشار بيده على أنفه، واليدين، والركبتين وأطراف القدمين، ولانكفت الشيايب والشعر۔ (صحیح بخاری: ۱۱۱۳/۱ و صحیح مسلم: ۱۹۳/۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں: پیشانی مع ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پیر کی انگلیوں پر، اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

مسئلہ (۲۸) سجدہ میں پیشانی دونوں ہاتھ کے درمیان رکھیں۔

(۱) عن وائل بن حجر "مرفوعا" فلما سجد سجد بین

كفيه. (مسلم: ۱۷۳۱)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر روایت کرتے ہیں کہ پھر جب آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا تو سجدہ کیا دونوں ہتھیلیوں کے درمیان (یعنی پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں رکھا)۔

(۲) وعنه قال: رمقت النبي ﷺ فلما سجد وضع يديه حذاء

أذنيه. (سنن النسائي: ۱۶۶۱، وشرح معاني الآثار: ۱۵۱/۱، ومصنف عبدالرزاق: ۷۵۲/۲، وسانده صحيح)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے سجدہ کیا تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا۔

سجدے میں جب ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا جائے گا تو لامحالہ پیشانی ہاتھوں کے بیچ میں ہوگی۔

مسئلہ (۲۹) بحالت سجدہ ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر قبلہ رخ رکھیں اور پیر

کی انگلیوں کو بھی قبلہ کی جانب موڑے رکھیں۔

(۱) عن أبي حميد الساعدي قال: رأيت رسول الله صلى الله

عليه وسلم إذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما واستقبل

بأطراف رجليه القبلة. (صحیح بخاری: ۱۱۳)

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ کو

دیکھا کہ آپ نے جب سجدہ کیا تو ہاتھ کی انگلیوں کو پھیلائے اور بند کئے بغیر زمین پر رکھا (یعنی مٹھی کھلی ہوئی رکھا اور انگلیوں کے درمیان کشادگی کے بجائے انہیں آپس میں ملا کر زمین پر رکھا) اور پیر کی انگلیوں کو بھی قبلہ رخ رکھا۔

(۲) عن أبي حميد الساعدي قال: كان النبي ﷺ إذا هوى

إلى الأرض ساجدا جافى عضديه عن ابطنه وفتح أصابع رجليه. (سنن

نسائي: ۱۶۶۱، وسنن ابوداؤد: ۱۳۸۱)

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدی سے منقول ہے کہ نبی پاک ﷺ جب زمین پر گرتے سجدہ کے لیے تو اپنے بازو کو بغل سے دور رکھتے اور پیر کی انگلیوں کو موڑ دیتے (تاکہ قبلہ رخ ہو جائیں)۔

مسئلہ (۳۰) کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائیں بلکہ زمین سے اٹھی

رکھیں۔

(۱) عن انس قال: قال رسول الله ﷺ: اعتدلوا في السجود

ولا يسط أحدكم ذراعيه انبساط الكلب. (صحیح بخاری: ۱۱۳/۱، وصحیح مسلم: ۱۹۳/۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے

فرمایا سجدہ میں درست رہو اور تمہارا کوئی اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھائے جس طرح سے کہ کتا زمین پر بازوؤں کو بچھاتا ہے۔

(۲) عن براء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ إذا سجدت

فضع كفيك وارفع مرفقك. (صحیح مسلم: ۱۹۳/۱)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو

زمین سے اٹھی رکھو۔

مسئلہ (۳۱) سجدہ میں دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھیں (البتہ اس

قدر نہ پھیلائیں جس سے برابر کے نمازیوں کو تکلیف ہو) نیز بیٹ اور رائوں کے درمیان فاصلہ رکھیں۔

(۱) عن عمرو بن الحارث أن رسول الله ﷺ كان إذا سجد فرج يديه عن ابطنه حتى أنى لاروى بياض ابطنه. (صحیح مسلم: ۱۹۳/۱)

ترجمہ: حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازو کو بغل سے اس قدر ہٹا کر رکھتے کہ میں آپ کی بغل مبارک کی سفیدی دیکھ لیتا۔

(۲) عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ لا تبسط ذراعيك وادعم على راحتك وتجاو عن ضبعك، فإنك إذا فعلت ذلك سجد كل عضو معك منك. (متدرک حاکم: ۲۲۷/۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سجدہ میں) اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھاؤ اور ہتھیلوں کو زمین پر جمادو اور بازوؤں کو دونوں پہلو سے دور رکھو، جب تم اس طرح سجدہ کرو گے تو تمہارے ساتھ تمہارے سب اعضاء سجدہ کریں گے۔

مسئلہ (۳۲) سجدہ کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ ”سبحان ربی الاعلیٰ“ اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں، پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھالینا مناسب نہیں ہے۔

(۱) عن ابن مسعود أن النبي ﷺ قال: إذا سجد أحدكم فقل في سجوده: ”سبحان ربی الاعلیٰ“ ثلاث مرّات فقد تمّ سجوده وذلك أدناه. (سنن ترمذی: ۶۵۱/۱، سنن ابوداؤد: ۱۲۹۱/۱، سنن ابن ماجہ: ۶۳)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تمہارا کوئی جب سجدہ کرتا ہے اور سجدہ میں تین بار ”سبحان ربی

الاعلیٰ“ کہہ لیتا ہے تو اس کا سجدہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور یہ تعدد اکمال کی ادنیٰ ہے) (۲) عن أبی ہریرة قال: نهى نبی رسول الله ﷺ عن ثلاث عن

نقرة كنترة الديك، وإقعاء كإقعاء الكلب والتفات كالتفات الثعلب (مسند احمد: روتی سندہ لین)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرة رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا: (۱) سجدہ میں مرغ کی طرح چوچ مارنے سے (یعنی جس طرح مرغ زمین پر چوچ مارتا ہے اور فوراً اٹھالیتا ہے اس طرح سجدہ نہ کرو۔) (۲) اور کتے کی بیٹھک بیٹھنے سے (کہ سرین کو زمین پر ٹیک کر دونوں پیروں کو کھڑا کر دیں اور ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائیں)۔ (۳) لومڑی کی طرح ادھر ادھر دیکھنے سے۔

مسئلہ (۳۳) سجدہ سے فارغ ہو جائیں تو تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھائیں اور بائیں پیر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا رکھیں کہ اس کی انگلیاں قبلہ رخ ہو جائیں۔

(۱) عن عائشة (مرفوعاً) وكان إذا رفع رأسه من الركوع لم يسجد حتى يستوي قائماً وكان إذا رفع رأسه من السجدة لم يسجد حتى يستوي جالساً وكان يقول في كل ركعتين التحية وكان يفتش رجله اليسرى وينصب رجله اليمنى. (صحیح مسلم: ۱۹۳/۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں نہ جاتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے، اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت میں التحیات ہے اور بائیں پاؤں بچھاتے اور دایاں پیر کھڑا رکھتے۔

(۲) عن أبي حميد الساعدي (مرفوعاً) ثم يهوى إلى الأرض، فيجافي يديه عن جنبه ثم يرفع رأسه ويشي رجلاه اليسرى ويقعد عليها ويفتح أصابع رجله إذا سجد ثم يسجد ثم يقول الله أكبر - الحديث. (سنن ترمذی: ۶۷۱/۱، و سنن ابوداؤد: ۱۰۶۱، و اسنادہ صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی نماز کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں پھر آپ ﷺ سجدہ کے لیے زمین کی طرف جھکے اور سجدہ میں ہاتھوں کو پہلو سے دور رکھا پھر سجدہ سے سر کو اٹھایا اور اپنے بائیں پیر کو پچھایا اور اس پر بیٹھے اور سجدہ کی حالت میں پیر کی انگلیوں کو (بجانب قبلہ) موڑے رکھا پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کیا۔

مسئلہ (۳۳) جلسہ میں کم از کم اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں ”رب اغفر لی“ کہہ سکیں۔

(۱) عن حذيفة (مرفوعاً) وكان يقول بين السجدتين ”رب اغفر لي، رب اغفر لي“ (سنن نسائی: ۱۷۲۱، و سنن داری: ۳۳۹۱، طبع کراچی و رواہ ابو داؤد ضمن حدیث طویل فی کتاب الصلوٰۃ باب ما يقول الرجل فی رکوعه وسجوده: ۱۲۷/۱)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدے کے درمیان یعنی جلسہ میں رب اغفر لی، رب اغفر لی کہتے تھے۔

(۲) عن ابن عباس كان رسول الله ﷺ يقول بين السجدتين ”اللهم اغفر لي وارحمني واجبرني واهدني وارزقني“ (سنن ترمذی: ۶۸۱/۱، و سنن ابوداؤد: ۱۳۳۱، مع اختلاف لیر و مستدرج: ۳۷۱/۱، وفيه ضعف كما قال العلامة النيموي في آثار السنن: ۱۱۹/۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلسہ میں ”اللهم اغفر لي وارحمني واجبرني واهدني وارزقني“ کہتے تھے۔

تنبیہ: چونکہ قرآن میں تخفیف کا حکم ہے اس لیے اس دعا کو سنن و نوافل میں پڑھا جائے چنانچہ سنن ماجہ میں اس دعا کو نماز تہجد میں پڑھنے کی صراحت موجود ہے۔

مسئلہ (۳۵) جلسہ کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائیں اور اس سجدہ کو بھی پہلے سجدہ کی طرح ادا کریں۔

(۱) عن رفاعه بن رافع (فی حدیث مسی صلاتہ مرفوعاً) ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع رأسك حتى تطمئن قاعداً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، الحديث۔ (سنن نسائی: ۱۶۱/۱، و صحیح بخاری: ۹۸۶/۲، عن ابی ہریرۃ) ترجمہ: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر دو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھو اور بعد ازاں دوسرا سجدہ اطمینان کے ساتھ کرو۔

جلسہ استراحت

مسئلہ (۳۶) دوسرا سجدہ کر چکیں تو تکبیر کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے سیدھے پنجوں کے بل کھڑے ہو جائیں، جلسہ استراحت (یعنی دوسرے سجدہ کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے) کی ضرورت نہیں۔

(۱) عن أبي هريرة (فی حدیث مسی صلاتہ مرفوعاً) ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تستوي وتطمئن جالساً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تستوي قائماً، الحديث۔ (صحیح بخاری: ۹۸۶/۲) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ پھر دوسرا سجدہ اطمینان کے ساتھ کرو پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

(۲) عن عباس او عیاش بن سهل الساعدي أنه كان في مجلس فيه أبوه وكان من أصحاب النبي ﷺ وفي المجلس أبو هريرة وأبو حميد الساعدي وأبو اسيد ، (فذكر الحديث) وفيه ثم كبر فسجد ثم كبر فقام ولم يتورك - (سنن ابوداؤد: ۱۰۷۱۰، اسنادہ صحیح)

ترجمہ: عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے جس میں ان کے والد ”جو صحابی ہیں“ بھی تھے نیز مجلس میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو حمید ساعدی اور حضرت ابو اسید رضوان اللہ علیہم بھی تھے تو عباس یا عیاش کے والد سہل ساعدی نے حدیث بیان کی جس میں یہ ہے کہ پھر آنحضرت ﷺ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے اور تورك نہیں کیا یعنی کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھے نہیں۔

(۳) عن أبي هريرة قال: كان النبي ﷺ ينهض في الصلاة على صدور قدميه ، قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة عليه العمل عند أهل العلم يختارون أن ينهض الرجل على صدر قدميه . (سنن ترمذی: ۶۳۱-۶۵) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نماز میں بچوں کے بل کھڑے ہو جاتے تھے (یعنی سجدہ سے اٹھ کر بغیر بیٹھے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے) امام ترمذی کہتے ہیں اہل علم کا حضرت ابو ہریرہ کی حدیث پر عمل ہے وہ اسی کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی (نماز میں دوسری و تیسری رکعت کے لیے بغیر بیٹھے) بچوں کے بل کھڑا ہو جائے۔

(۴) عن الشعبي أن عمرو عليا وأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا ينهضون في الصلاة على صدور أقدامهم. (مصنف ابن

ابی ہشیم: ۴۳۱/۱، طبع کراچی)

ترجمہ: امام شعبی کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ، اور حضرت علی مرتضیٰؓ اور بہت سارے صحابہ نماز میں بچوں کے بل کھڑے ہو جاتے تھے۔

(۵) عن نعمان بن ابي عياش قال: أدركت غير واحد من اصحاب النبي ﷺ فكان إذا رفع رأسه من السجدة في أول ركعة والثالثة قام كما هو ولم يجلس - (مصنف ابن ابي هشيم: ۴۳۱/۱، اسنادہ حسن)

ترجمہ: نعمان بن ابی عیاش کہتے ہیں میں نے ایک سے زائد نبی پاک ﷺ کے صحابی کو پایا کہ وہ جب پہلی اور تیسری رکعت کے سجدے سے سر اٹھاتے تو اسی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور بیٹھے نہیں تھے۔

مسئلہ (۳۷) کسی عذر کی بنا پر دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر بیٹھ جائیں اور پھر انھیں تو خلاف سنت نہیں ہوگا۔

عن أبي قلابة قال: أخبرني مالك بن الحويرث الليثي أنه رأى النبي ﷺ يصلي، فإذا كان في وتر من صلاته لم ينهض حتى يستوي قاعداه. (صحیح بخاری: ۱۱۳۱/۱، سنن ترمذی: ۶۳۱)

ترجمہ: مالک بن الحویرث لیثی کا بیان ہے کہ انھوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے آپ جب پہلی اور تیسری رکعت میں ہوتے تو سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے نہیں ہوتے تھے یہاں تک (سیدھے بیٹھ جائیں)

مسئلہ (۳۸) سجدہ سے اٹھتے وقت زمین سے پہلے سر اٹھائیں پھر ہاتھ پھر گھٹنے اور بغیر کسی عذر کے ہاتھوں کو زمین پر نہ ٹکیں۔

(۱) عن وائل بن حجر قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه.

(سنن ابوداؤد: ۱۱۳۱/۱، سنن ترمذی: ۶۱۱/۱، وحسن۔)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو رکھتے تھے اور جب سجدے سے اٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو زمین سے اٹھاتے تھے۔

(۲) عن ابن عمر قال نهى رسول الله ﷺ أن يعتمد الرجل على يديه إذا نهض في الصلاة. (سنن ابوداؤد: ۱/۱۳۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ نماز میں اٹھتے وقت آدمی ہاتھوں کو زمین پر ٹیک دے۔

(۳) عن أبي جحيفة عن علي رضي الله عنه قال: إن من السنة في الصلاة المكتوبة إذا نهض الرجل في الركعتين الأوليين أن لا يعتمد بيديه على الأرض إلا أن يكون شيخا كبيرا لا يستطيع. (معنى ابن أبي هيثم: ۱/۳۳۲)

ترجمہ: ابو جحیفہ راوی ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرض نماز کی سنت میں سے ہے کہ آدمی جب پہلی رکعتوں سے اٹھے تو زمین پر ٹیک نہ لگائے مگر جب کہ نہایت بوڑھا ہو کہ بغیر ٹیک لگائے اٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

دوسری رکعت

مسئلہ (۳۹) دوسری رکعت میں ثنا اور اعوذ باللہ نہ پڑھیں بلکہ آہستہ سے بسم اللہ پڑھ کر قرأت شروع کر دیں اور باقی احکام میں دوسری رکعت پہلی رکعت ہی کی طرح ہے۔

(۱) عن أبي هريرة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا نهض في الركعة الثانية استفتح القراءة بالحمد لله رب العالمين

ولم يسكت. (صحیح مسلم: ۱/۲۱۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت میں اٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع فرمادیتے ثنا وغیرہ کے لیے خاموش نہ ہوتے تھے۔

قعدہ اولیٰ

مسئلہ (۴۰) دوسری رکعت کے سجدے سے فارغ ہو کر بیٹھ جائیں اور التحیات پڑھیں۔

(۱) عن عائشة "مرفوعا" وكان يقول في كل ركعتين التحية، الحديث. (صحیح مسلم: ۱/۱۹۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اور رسول خدا ﷺ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے۔

(۲) عن عبد الله بن مسعود قال علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم التشهد في وسط الصلاة و آخرها. (مسند احمد: ۴/۵۹۱، مجمع الزوائد و قال رجاله موثوقون: ۲/۱۳۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا نماز کے درمیان میں اور آخر میں التحیات پڑھنا۔

(۳) وعنه قال: قال لنا رسول الله ﷺ: قولوا في كل جلسة التحيات، الحديث. (سنن نسائی: ۱/۱۷۴)

ترجمہ: اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر قعدہ میں التحیات پڑھو۔

(۴) وعنه "مرفوعا" فقال: إذا قعدتم في كل ركعتين فقولوا

التحيات - الحديث. (سنن نسائي: ۱۷۳۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر دو رکعت میں التحیات پڑھو۔

مسئلہ (۳۱) قعدہ کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پیر اس طرح کھڑا کر لیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں اور بحالت عذر جس طرح قدرت ہو اس طرح بیٹھیں دونوں قعدہ میں بیٹھنے کا یہی طریقہ ہے۔

(۱) عن عائشة "مرفوعا" وكان يفتش رجله اليسرى وينصب رجله اليمنى وكان ينهى عن عقبه الشيطان وينهى ان يفتش الرجل ذراعيه افتراش السبع. (صحیح مسلم: ۱۹۵، ۱۹۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اور رسول اللہ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے تھے اور داہنے پیر کو کھڑا رکھتے تھے اور شیطان کی بیٹھک بیٹھنے سے منع فرماتے تھے اور اس بات سے بھی منع فرماتے تھے کہ آدمی اپنے بازوؤں کو زمین پر بچھادے جس طرح کہ درندے جانور بچھاتے ہیں، (حدیث پاک کا عموم دونوں قعدہ کو شامل ہے)۔

وضاحت: سرین کو زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنے کھڑے کر دیں اور دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک دیں اس طرف بیٹھنے کو "عقبۃ الشيطان" اور "اقعاء" کہا جاتا ہے جس سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔

(۲) عن وائل بن حجر قال: قدمت المدينة، فقلت: لا نظنر إلى صلاة رسول الله ﷺ، فلما جلس يعني للتشهد افتش رجله اليسرى ووضع يده اليسرى يعني على فخذه اليسرى ونصب رجله اليمنى قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح والعمل عليه

عند أكثر أهل العلم. (سنن ترمذی: ۶۵/۱)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا تو جب آپ التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا دیا اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر دیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اسی حدیث پر عمل ہے۔

مسئلہ (۳۲) قعدہ میں ہتھیلیوں کو گھٹنے کے متصل ران پر رکھے رہیں اور تشہد پڑھیں۔

(۱) عن عبد الله بن عمر "مرفوعا" كان إذا جلس في الصلاة وضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى ووضع كفه اليمنى على فخذه اليمنى، الحديث. (صحیح مسلم: ۲۱۶، ۲۱۷، وموطا مالک: ۷۱، معنف عبد الرزاق: ۱۹۵/۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر اور دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے۔

(۲) عن عبد الرحمن بن قاسم عن عبد الله بن عبد الله أنه أخبره أنه يروى عبد الله بن عمر يتربع في الصلاة إذا جلس ففعلته وأنا يومئذ حديث السن، فنهاني عبد الله بن عمر وقال إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنى وتثنى اليسرى، فقلت إنك تفعل ذلك، فقال: إن رجلاي لا تحملاني. (صحیح بخاری: ۱۱۳/۱، وموطا امام مالک: ۷۳)

ترجمہ: عبد الرحمن بن قاسم کہتے ہیں مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے بتایا کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز میں الٹی پلٹی مار کر بیٹھتے دیکھا تو وہ بھی اسی طرح الٹی پلٹی بیٹھے، عبد اللہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ وہ

اس وقت کم سن تھے، تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے منع فرمایا اور کہا کہ نماز کی سنت یہی ہے کہ تم اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھا دو، میں نے عرض کیا کہ آپ تو الٹی پلٹی بیٹھتے ہیں تو فرمایا کہ میرے پاؤں (کمزور ہو گئے ہیں) مجھے اٹھا نہیں پاتے۔

وضاحت:

بعض یہودیوں نے ایک موقع پر انھیں اوپر سے نیچے گرا دیا تھا جس کے صدمے سے ان کے پیر کمزور ہو گئے تھے اور سنت کے مطابق بیٹھ نہیں پاتے تھے۔
مسئلہ (۴۳) احادیث میں التحیات مختلف الفاظ میں منقول ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور اور بہتر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال: علمني رسول الله ﷺ التشهد كفي بين كفيه كما يعلمني السورة من القرآن، فقال: إذا قعد أحدكم في الصلاة فيقل:

"التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله." (صحیح بخاری: ۲/۹۲۶، و صحیح مسلم: ۱/۱۷۳، و سنن ترمذی: ۲۵/۱، وقال الترمذی حديث ابن مسعود قد روى عنه من غير وجه وهو أصح حديث عن النبي ﷺ في التشهد والعمل عليه عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ ومن بعدهم من التابعين)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس اہتمام سے التحیات سکھایا جس اہتمام سے قرآن سکھاتے

تھے اور مزید اہتمام کی غرض سے مصافحہ کی طرح میرے ہاتھ کو اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان پکڑے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب نماز میں بیٹھے تو پڑھے:

"التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله."

امام ترمذی کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے یہ حدیث متعدد سندوں سے مروی ہے اور تشہد کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے اور اسی تشہد کو علماء میں سے اکثر صحابہ کرام اور تابعین عظام پڑھتے ہیں۔

مسئلہ (۴۴) التحیات پڑھتے وقت جب اشہد ان لا پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کریں جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں اور چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کر لیں، اور شہادت (یعنی کلمہ) کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ قبلہ کی جانب جھکی ہوئی ہو بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھائیں۔

(۱) عن عبد الله بن الزبير قال: كان رسول الله ﷺ إذا قعد يدعو وضع يده اليمنى على فخذه اليمنى ويده اليسرى على فخذه اليسرى وأشار باصبعه السبابة ووضع إبهامه على اصبعه الوسطى ويلقم كفه اليسرى ركبته. (صحیح مسلم: ۲/۲۱۶)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ جب قعدہ میں تشہد پڑھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور

انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھتے اور لقمہ بناتے گھٹنے کو بائیں ہتھیلی کا (یعنی بائیں ہتھیلی کو گھٹنے سے اس قدر قریب رکھتے کہ گھٹنا ہتھیلیوں کے اندر آجاتا)۔

(۲) عن عبد اللہ بن الزبیر انه ذکر ان النبی ﷺ کان یشیر باصبعه اذا دعا ولا یحو کھا۔ (سنن ابوداؤد: ۱۳۲۱، قال النووی اسنادہ صحیح)

ترجمہ: عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ جب اللہ کو توحید کے ساتھ پکارتے تو اپنی انگلی مبارک سے اشارہ کرتے اور انگلی کو اٹھا تے وقت ہلاتے نہیں تھے۔

(۳) عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ کان اذا قعد فی التشہد وضع یدہ الیسری علی رکتہ الیسری و وضع یدہ الیمنی علی رکتہ الیمنی و عقد ثلاثا و خمسين و أشار بالسبابة۔ (صحیح مسلم: ۲۱۶۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھے تو بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے اور تین کا عقد کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔
نوٹ: چنگلی اور اس کے متصل انگلی نیز بیچ کی انگلی بند کر کے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنانے کو عقد ثلاث و خمسين کہا جاتا ہے۔

(۳) عن وائل بن حجو قال رأیت النبی ﷺ قد حلق الابہام والوسطی و رفع التي تليها يدعوبها في التشهد۔ (رواه الترمذی و اسنادہ صحیح آثار السنن: ۱۲۳)

ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنائے ہیں اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کر رہے ہیں، تشہد پڑھنے کی حالت میں۔

(۴) عن مالك بن نمير الخزاعي من أهل البصرة أن أباه حدث

أنه رأى النبي ﷺ قاعدا في الصلاة ذراعہ اليمنی علی فخذه اليمنی و ارفع اصبعه السبابة قد احناها شيئا وهو يدعو۔ (سنن نسائي: ۱۸۷۱)

ترجمہ: مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بحالت قعود دیکھا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھے ہوئے ہیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں کہ تھوڑی سی جھکی ہوئی تھی، آپ ﷺ تشہد میں اشارہ کر رہے تھے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشارہ کرتے وقت انگلی کو سیدھے آسمان کی جانب نہ اٹھایا جائے)۔

مسئلہ (۳۵) صرف ایک انگلی سے اشارہ کریں۔

(۱) عن سعد قال مر رسول اللہ ﷺ وأنا ادعوب اصبعي فقال اأحد اأحد وأشار بالسبابة۔ (سنن نسائي: ۱۸۷۱)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گزرے اور میں تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا ایک انگلی سے، ایک انگلی سے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

مسئلہ (۳۶) ثناء، اعوذ باللہ، بسم اللہ کی طرح التحيات بھی آہستہ پڑھیں۔

(۱) عن ابن مسعود قال من السنة ان يخفي التشهد۔ (سنن ابوداؤد: ۱۳۲۱، و سنن ترمذی: ۶۵۱، و حسنة و مستدرک حاکم: ۲۶۷، و صححه)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ التحيات کا آہستہ پڑھنا سنت میں سے ہے۔

مسئلہ (۳۷) فرضیہ واجب اور سنت مؤکدہ نمازوں کے پہلے قعدہ میں التحيات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اٹھ جائیں التحيات پر کچھ اضافہ کریں۔

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال علمني رسول الله ﷺ التشهد في وسط الصلاة وفي آخرها ، قال فكان يقول : إذا جلس في وسط الصلاة وفي آخرها على ورثته اليسرى التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد أن لا إله إلا الله واشهد أن محمداً عبده ورسوله قال ثم إن كان في وسط الصلاة نهض حين يفرغ من تشهده وإن كان في آخرها دعا بعد تشهده بما شاء الله أن يدعو ثم يسلم . (مسند احمد: ۳۵۹۱، صحيح ابن خزيمة: ۳۵۰۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد پڑھنا سکھایا درمیان نماز میں اور آخر نماز میں، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب درمیان نماز اور آخر نماز میں اپنے کوفھے پر بیٹھتے تو التحیات لله والصلوات والطيبات الخ پڑھتے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر آپ درمیان نماز میں ہوتے تو التحیات سے فارغ ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے اور اگر آخر نماز میں ہوتے تو التحیات کے بعد دعا پڑھتے جو دعا بھی اللہ چاہتا کہ آپ پڑھیں اس کے بعد سلام پھیرتے۔

(۲) عن عائشة أن رسول الله ﷺ كان لا يزيد في الركعتين على التشهد . (مسند ابویعلیٰ: ۳۳۷/۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت میں التحیات پر زیادتی نہیں فرماتے تھے۔

(۳) عن أبي عبيدة عن عبد الله بن مسعود قال: كان النبي

ﷺ في الركعتين كأنه على الرصف، قلت: يقوم، قال: ذلك يريد . (سنن نسائي: ۱۳۲/۱، وسنن ترمذی ر قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه والعمل هذا عند أهل العلم يختارون أن لا يطيل الرجل القعود في الركعتين الأولين ولا يزيد على التشهد شيئاً في الركعتين الأوليين وقالوا: إن زاد على التشهد فعليه سجدة السهو هكذا روى عن الشعبي وغيره: ۸۵/۱)

ترجمہ: ابو عبیدہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت (یعنی قعدہ اولیٰ) میں اس قدر جلدی کرتے گویا جلتے توے پر بیٹھتے تھے۔ راوی ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے لیے یہ جلدی فرماتے تھے تو ابن مسعود نے فرمایا ہاں یہی ارادہ فرماتے تھے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے البتہ (مرسل ہے کیوں کہ) ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہیں سنا ہے (لیکن مؤید بالعمل ہے) اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے یہ حضرات اسی کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی دوسری رکعت میں قعود کو دراز نہ کرے اور اس میں التحیات کے علاوہ کچھ نہ پڑھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر پہلے قعدہ میں تشہد کے ساتھ کچھ اور پڑھ لے گا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا، یہی مسلک امام شععی وغیرہ سے مروی ہے۔

(۴) عن تميم بن سلمة قال كان أبو بكر إذا جلس في الركعتين

كان على الرصف يعني حتى يقوم . (مصنف ابن أبي شيبة: ۳۲۹/۱)

ترجمہ: تمیم بن سلمہ نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسری رکعت میں بیٹھتے تو ایسا لگتا گویا جلتے توے پر بیٹھے تھے یعنی قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لیے جلدی سے کھڑے ہو جاتے تھے۔

مسئلہ (۳۸) تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھیں،

ان دونوں رکعتوں میں قرأت کے احکام اور ان کے دلائل مسائل قرأت میں گذر چکے ہیں انھیں دیکھ لیا جائے۔

قعدۃ اخیرہ :

مسئلہ (۳۹) نماز کے آخر میں قعدۃ اولیٰ کی طرح پھر بیٹھیں اور التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھیں۔

(۱) عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال لقیني كعب بن عجرة فقال ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي ﷺ فقلت بلى فأهدها لي، فقال سألتنا رسول الله ﷺ فقلنا يا رسول الله كيف الصلوة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليك فقال قولوا.

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم إنك حميد مجيد. (صحیح بخاری: ۱/۳۷۷، صحیح مسلم: ۱/۱۷۵)

ترجمہ: مشہور تابعی امام عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا کیا تمہیں ایک تحفہ نہ دوں جسے میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور وہ تحفہ مجھے عطا فرمائیے تو انھوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود کس طرح بھیجا جائے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھادیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجا کریں (یعنی التحیات میں سلام بھیجنے کا طریقہ بتا دیا ہے کہ ہم السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته کہا کریں) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ ان الفاظ میں درود بھیجو:

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم إنك حميد مجيد.

مسئلہ (۵۰) درود شریف کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول کوئی دعا پڑھیں۔

(۱) عن أبي بكر الصديق أنه قال لرسول الله ﷺ: علمني دعاء ادعوه في صلاتي؟ قال: قل اللهم إني ظلمت نفسي ظلماً كثيراً ولا يغفر الذنوب إلا أنت فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمني إنك أنت الغفور الرحيم. (صحیح بخاری: ۱/۱۱۵، صحیح مسلم: ۲/۳۳۷)

ترجمہ: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے کہ میں اسے اپنی نماز میں کیا کروں تو آپ نے فرمایا (یہ دعا) کیا کرو:

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کئے ہیں اور گناہوں کو آپ کے علاوہ کوئی بخشنے والا نہیں ہے بس مجھے اپنی جانب سے مغفرت عطا فرمائے اور مجھ پر رحم کیجئے یقیناً آپ بخشش کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

(۲) عن عائشة أن رسول الله ﷺ يدعو في الصلاة. اللهم إني أعوذ بك من عذاب القبر وأعوذ بك من فتنة المسيح الدجال وأعوذ بك من فتنة المحيا وفتنة الممات. اللهم إني أعوذ بك من المأثم والمغرم. الحديث. (صحیح بخاری: ۱/۱۱۵، صحیح مسلم: ۱/۲۱۷)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعاء کرتے تھے۔

اے اللہ میں آپ کی ذات کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور صبح و جا
ل کے فتنہ سے اور حیات و موت کے فتنہ سے اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں
گناہوں اور قرض کے بار سے۔

مسئلہ (۵۱) دعاء سے فارغ ہو کر دائیں بائیں جانب سلام پھیریں،
سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو آپ کے رخسار
نظر آجائیں۔

(۱) عن عامر بن سعد عن أبيه قال: كنت أرى رسول الله
صلى الله عليه وسلم يسلم عن يمينه و عن يساره حتى أرى بياض
خده. (صحیح مسلم ۲۱۶/۱)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھتا کہ آپ ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے یہاں تک کہ
آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتا۔

(۲) عن ابن مسعود أن النبي ﷺ كان يسلم عن يمينه و عن
يساره السلام عليكم ورحمة الله، السلام عليكم ورحمة الله حتى
أرى بياض خده (رواه الخمسة و صححه الترمذی۔ آثار السنن: ۱۲۵/۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ
ﷺ دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام
پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔

نماز کے بعد دعا

مسئلہ (۵۲) نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگیں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ

ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے کرتے ہوئے اتنا اٹھائیں کہ وہ سینے
کے سامنے آجائیں اور دعا سے فراغت کے بعد انھیں چہرے پر پھیر لیں۔

(۱) عن أبي امامة قال: قيل يا رسول الله: أي الدعاء اسمع
قال جوف الليل الآخر و دبر الصلوات المكتوبات. (سنن ترمذی و قال
حدیث حسن: ۱۸۷۲)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
سے عرض کیا گیا کہ کونسی دعا بارگاہ خداوندی میں زیادہ سنی جاتی ہے اور قبول کی
جاتی ہے آپ نے فرمایا وہ دعا جو رات کے آخری حصہ میں کی جائے اور وہ دعا جو
فرض نمازوں کے بعد مانگی جائے۔

(۲) عن المغيرة بن شعبة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ
كان يدعو في دبر صلاته. (الترمذی الكبير للبخاری: ۸۰۶۲/۳)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
ﷺ اپنی نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔

وضاحت: حدیث پاک میں لفظ ”الدعاء“ عام ہے جو دعائے
حاجت اور دعائے ماثورہ دونوں کو شامل ہے لہذا اسے دعائے ماثورہ کے ساتھ
خاص کرنا خلاف اصول ہے، نیز حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے
فرض نماز کے بعد دعا کے مستحب ہونے کا ثبوت بے تکلف ثابت ہوتا ہے۔

(۳) عن الفضل بن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم الصلاة منى منى، تشهد في كل ركعتين وتخضع وتضرع
وتمسكن وتقع يدك، يقول، ترفعهما إلى ربك مستقبلاً ببطونهما
وجهلك وتقول يارب يارب ومن لم يفعل ذلك فهو كذا وكذا. (سنن
ترمذی: ۸۷۱/۱، ونسائی: ۱۱۷۱/۱ ابن خزيمة: ۲۲۰/۲)

وقال بعد تخريج الحديث "في هذا الخبر" شرح ذكر رفع اليدين ليقول اللهم اللهم ، ورفع اليدين في التشهد قبل التسليم ليس من سنة الصلاة وهذا دال على أنه أمره برفع اليدين والدعاء والمسألة بعد التسليم من المثنى: ۲/ ۲۲۱ ، واخرج ابو داؤد نحوه عن عبد المطلب بن وداعة ، وهو حديث حسن صالح للعمل فقد سكت عنه أبو داؤد ، وذكره البغوي في فصل الحسان من مصابيح السنة وصدّره المنذري ، بعن في الترغيب والترهيب وذلك علامة كون الحديث مقبول عنده ، وصنيع الطحاوي في شرح مشكل الآثار: ۲/ ۲۴ ، واضح في ان الحديث صحيح عنده ، ثلاث رسائل في استحباب الدعاء: ۳۲/ تعليقا.

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز (نفل) دو دو رکعت ہے، تشہد پڑھو ہر دو رکعت میں اور اظہار خشوع، عجز اور مسکنت کرو، اور اٹھاؤ اپنے ہاتھوں کو یعنی ہتھیلی کے باطنی حصہ کو چہرے کے سامنے اٹھاؤ اور یارب یارب کہو یعنی دعا مانگو اور جو شخص یہ نہ کرے اس کی نماز ایسی ویسی ہے یعنی ناقص ہے۔

"امام ابن خزیمہ اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں رفع یدین کے ذکر کی تشریح ہے کہ ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ سے دعا و سوال کرے گا اور سلام سے پہلے بحالت تشہد رفع الیدین نماز کی سنت سے نہیں ہے، نیز یہ حدیث بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ نے نمازی کو حکم دیا ہے کہ وہ دو رکعت پڑھ کر سلام کے بعد ہاتھوں کو اٹھائے اور اللہ سے دعا اور سوال کرے۔"

(۴) عن أم سلمة أن النبي ﷺ كان يقول: إذا صلى الصبح حين يسلم اللهم إني أسئلك علما نافعا ورزقا واسعا وعملا متقبلا.

(مسند احمد: ۶/ ۳۰۵، ابن ماجہ، وقال الشوكاني رجاله ثقات لولا الجهالة مولی ام سلمة، نيل الاوطار: ۲/ ۳۴۵) (وہی لاتضر عندنا)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر کا سلام پھیرتے تو دعا کرتے اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں علم نافع، رزق واسع اور عمل مقبول کا۔

(۵) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ رفع يده بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة فقال: اللهم خلص الوليد بن الوليد وعياش بن ربيعة وسلمة بن هشام وضعفة المسلمين الذين لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا من أيدي الكفار ذكره الحافظ ابن كثير في تفسيره: ۱/ ۸۲۳، سورة النساء الآية: ۱۰۰ وسنده كما لشمس الامن جهة على بن زيد بن جعدان وهو يحتمل في الشواهد وابواب الفضائل من غير تردد.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ رہتے ہوئے اپنے دست مبارک کو اٹھایا اور دعاء کی کہ اے اللہ ولید بن ولید، عیاش بن ربیعہ، سلمہ بن ہشام اور کزور مسلمانوں کو جو کسی تدبیر کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ راستے سے واقف ہیں کفار کے ہاتھوں نجات اور خلاصی دے دیجئے۔

(۶) عن محمد بن أبي يحيى قال: رأيت عبد الله بن الزبير ورأى رجلا رافعا يديه يدعو قبل أن يفرغ من صلاته، فلما فرغ منها قال له إن رسول الله ﷺ لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلاته . رواه الطبراني قال الهيثمي رجاله ثقات ، مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۶۹)

ترجمہ: محمد بن ابی یحیی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انھوں نے ایک شخص کو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھوں کو دعاء

کے لیے اٹھائے دیکھا تو جب نماز پڑھ چکے تو اس شخص سے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

ان احادیث مبارکہ کے عموم سے ظاہر ہے کہ نوافل و فرائض کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔

(۷) عن سلمان قال: قال رسول الله ﷺ: ما رفع قوم أكفهم إلى الله تعالى يسألونه شيئا إلا كان حقا على الله أن يضع في أيديهم الذي سألوا. أخرج الطبراني في الكبير قال الهيثمي رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد: ۱۶۹/۱۰)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس قوم نے بھی اپنی ہتھیلیوں کو اللہ کی جانب اٹھایا کسی چیز کو مانگتے ہوئے تو اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں ان کی مانگی ہوئی چیز رکھ دیں گے۔

(۸) عن حبيب بن مسلمة الفهري قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا يجتمع قوم مسلمون يدعوا بعضهم ويؤمن بعضهم إلا استجاب الله دعاءهم. (أخرجه الحاكم وقال صحيح على شرط مسلم ورواه الطبراني في المعجم الكبير: ۲۶/۴. قال الهيثمي رجاله رجال الصحيح غير ابن لهيعة: ۱۷۰/۱۰، وابن لهيعة حسن الحديث والراوي عنه في هذا الحديث هو عبد الله بن يزيد المقرئ وهو أحد العبادة الذين تعدوا إيتهم عن ابن لهيعة أعدل وأقوى.

ترجمہ: حضرت حبيب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قوم مسلم جب جمع ہوتی ہے اور ان میں سے بعض دعا کرتے اور بعض آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کر لیتے ہیں۔

وضاحت: ان دونوں حدیث پاک سے اجتماعی دعا اور اس کی قبولیت کا ثبوت ہوتا ہے پھر یہ اجتماع عام ہے کہ نماز کے وقت میں ہو یا کسی اور وقت میں حدیث میں اس کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

(۹) عن أبي بكره "مرفوعاً" سلوا الله ببطون أكفكم ولا تسئلوه بظهورها. (رواه الطبراني قال الهيثمي في جمع الزوائد: ۱۶۹/۱، رجاله رجال الصحيح غير عمار بن خالد الواسطي وهو ثقة)

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہتھیلیوں کے اندرونی حصے اللہ سے مانگا کرو باہری حصے سے نہیں۔

(۱۰) عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: إذا دعوت الله فادع بباطن كفيك ولا تدع بظهورها فإذا فرغت فامسح بهما وجهه. (سنن ابن ماجه باب رفع اليدين في الدعاء: ۲۷۵، قال السيوطي في فض الوعاء: ۷۴/۱، قال شيخ الاسلام، أبو الفضل بن حجر في أماليه: هذا حديث حسن" (وذلك نظرا إلى شواهده)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے دعا کرو تو باطن ہتھیلی سے دعا کرو ہتھیلی کے ظاہر سے دعا نہ کیا کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرو۔

(۱۱) عن مالك بن يسار السكوني ثم العوفي أن رسول الله ﷺ قال: إذا سألتم الله فأسئلوه ببطون أكفكم ولا تسئلوه بظهورها. (سنن ابو داؤد في كتاب الصلاة: ۲۰۹، و اسناده جيد)

ترجمہ: حضرت مالک بن یسار عوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندرونی ہتھیلیوں سے دعا مانگا کرو ہتھیلیوں کے باہری حصے سے نہ مانگا کرو

(۱۲) عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطكهما حتى يمسح وجهه (سنن ترمذی کتاب الدعوات: ۱۷۶/۲، قال الترمذی: هذا حديث صحيح غريب وفي نسخة غريب بدون لفظ صحيح وقال الحافظ ابن حجر في بلوغ المرام أخرجه الترمذی وله شواهد منها حديث ابن عباس عند أبي داؤد ومجموعها يقتضى أنه حديث حسن، وأقر الحافظ علي ذكر ذلك الأمير الصنعاني في سبل السلام: ۳۳۲/۴- طبع دارالمعرفة بيروت، واستدل بالحديث على مشروعية مسح الوجه باليدين بعد الفراغ من الدعاء، وأقره أيضاً المحدث عبد الرحمن المباركفوري في تحفة الأحوذى: ۳۲۹/۹)

(۱۳) عن السائب بن يزيد عن أبيه أن النبي ﷺ كان إذا دعا فرقع يديه ومسح وجهه بيديه. (سنن ابوداؤد: ۲۰۹/۱، وفيه ابن لهيعة روى عنه قتيبة بن سعيد ورواية قتبه عنه صحيح وشيخ ابن لهيعة في هذا الحديث، حفص بن هاشم وهو مجهول لكن رجح ابن حجر في تهذيب التهذيب: ۴۲۰/۲، ان شيخ ابن لهيعة في هذا الحديث هو حبان بن واسع دون حفص بن هاشم وحبان بن واسع ذكره ابن حبان في الثقات)

ترجمہ: سائب کے والد حضرت یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعائیں ہاتھوں کو اٹھاتے تو (ختم دعا پر) ہاتھوں کو چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے۔

(۱۴) عن أبي نعيم قال رأيت ابن عمر وابن الزبير يدعوان ويديران بالراحتين على الوجه. (الادب المفرد للإمام بخاری: ۶۸/۳)

ترجمہ: ابو نعیم وھب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو دعا کرتے ہوئے دیکھا (کہ ختم دعا پر) دونوں حضرات اپنی ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیرتے تھے۔

(۱۵) عن ابن شهاب الزهري قال كان رسول الله ﷺ يرفع يديه عند صدره في الدعاء ثم يمسح بهما وجهه. (مصنف عبد الرزاق: ۲/۲۴۷، واسناده صحيح، وهذا الحديث وإن كان مرسلًا فالمرسل حجة عند كثير من المحللين والفقهاء لاسيما إذا اعتضد من المرفوع.

ترجمہ: امام زہری رحمۃ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ دعائیں ہاتھوں کو اپنے سینے تک اٹھاتے تھے پھر (ختم دعا پر) ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

ضروری تنبیہ:

مسئلہ (۵۲) میں مذکور کیفیت کے ساتھ فرض وغیرہ نمازوں کے بعد دعائے مانگنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے ان مذکورہ احادیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہے لہذا اسے بدعت سمجھنا یا کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے: البتہ نماز کے بعد اس طرح دعائے مانگنا ایک امر مستحب ہے، لہذا اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے تو اس پر انکار و ملامت مناسب نہیں۔

مسئلہ (۵۳) نماز کے بعد ذکر اللہ بھی مستحب ہے اور رسول پاک ﷺ نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

(۱) عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ قال من سبح الله في دبر كل صلاة ثلاثا وثلاثين وحمد الله، ثلاثا وثلاثين، وكبر الله ثلاثا وثلاثين، فتلك تسعة وتسعون وقال تمام المائة لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير غفرت خطاياہ وان كانت مثل زبد البحر. (صحیح مسلم: ۲۱۹/۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار

سبحان الله ، ۳۳ بار الحمد لله ، ۳۳ بار الله اكبر ، پس یہ ۹۹ ہوئیں اور آپ نے فرمایا کہ ۱۰۰ کی تعداد پوری کرنے کے لیے کہے ” لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك والحمد وهو على كل شئ قدير “ تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(۲) عن كعب بن عجرة قال: قال رسول الله ﷺ: معقبات لا يخيب قائلهن أو فاعلهن هبر صلاة مكتوبة ثلاث وثلاثين تسيحة ، وثلاث ثلاثين تحميدة ، وأربع وثلاثين تكبيرة. (صحیح مسلم: ۲۱۹۱)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا فرض نمازوں کے بعد کے یہ انکار ہیں جن کا کرنے والا ناسرور نہیں ہوگا، ۳۳ بار سبحان الله ، ۳۳ بار الحمد لله اور ۳۳ بار الله اكبر۔

(۳) عن الحسن بن علي قال: قال رسول الله ﷺ من قرأ آية الكرسي في دبر الصلاة المكتوبة كان في ذمة الله إلى الصلوة الأخرى (رواه الطبراني في الكبير قال الهيثمي في مجمع الزوائد: ۱۰ / اسنادہ حسن آثار السنن: ۱۲۵۱)

ترجمہ: فرزند علی و نواسر رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھے وہ دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔

تنبیہ: احادیث میں فرض نمازوں کے بعد بہت سے انکار مروی ہیں اس موقع پر بغرض اختصار انہیں پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

ضروری وضاحت

اگلی سطور میں نماز کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ مردوں کے لیے ہے

عورتوں کی نماز بعض باتوں میں مردوں سے مختلف ہے لہذا خواتین نماز ادا کرتے وقت درج ذیل مسائل کا خیال رکھیں۔

مسئلہ (۵۴) خواتین کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اکیلے گھر میں نماز ادا کریں۔

(۱) عن عبد الله بن مسعود عن النبي ﷺ قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. (سنن ابوداؤد: ۸۴۱، ومستدرک الحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين وقره الذهبي)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اپنے گھر میں گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور اس کی نماز گھر کی چھوٹی کوٹھری میں گھر کی نماز سے بہتر ہے (مطلب یہ ہے کہ عورت جس قدر پوشیدہ ہو کر نماز ادا کرے گی اسی قدر زیادہ ثواب کی مستحق ہوگی)۔

(۲) عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: صلاة المرأة في بيتها خير من صلاتها في حجرتها وصلاتها في دارها خير من صلاتها في مسجد قومها. (رواه الطبراني في الأوسط بإسناد جيد الترغيب والترهيب: ۳۳۶۱)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اپنی کوٹھری میں بہتر ہے گھر کے بڑے کمرے کی نماز سے اور اس کی نماز اپنے گھر کے بڑے کمرے میں بہتر ہے گھر کے صحن کی نماز سے اور اس کی نماز گھر کے صحن میں بہتر ہے محلے کی مسجد کی نماز سے۔

(۳) عن أم حميد امرأة أبي حميد الساعدي أنها جاءت النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله! إنني أحب الصلاة معك قال قد علمت

أنك تحبين الصلاة معي ، وصلاتك في بيتك خير من صلاتك في حجرتك وصلاتك في حجرتك في حجرتك ، خير من صلاتك في دارك ، و صلاتك في دارك خير من صلاتك في مسجد قومك ، وصلاتك في مسجد قومك خير من صلاتك في مسجدك ، قال فامرت فبني لها مسجد في أقصى شئ من بيتها وأظلمه فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عز وجل . (رواه أحمد ورجالہ رجال الصحيح غير عبد الله بن سوید - الأنصاری ورفقه ابن حبان، مجمع الزوائد: ۲/۳۳-۳۴)

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدي رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کی خواہشمند ہے، حالانکہ تیری کوٹھری کی نماز تیرے بڑے کمرے کی نماز سے بہتر ہے اور بڑے کمرے کی تیری نماز گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور تیری نماز گھر کے صحن میں محلہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے اور تیری نماز محلہ کی مسجد میں میری مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔

حضرت ام حمید سے روایت کرنے والے نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی منشاء سمجھ کر انھوں نے اپنے گھر والوں کو گھر کے اندر مسجد بنانے کا حکم دیا چنانچہ گھر کے آخری حصہ میں ایک تیرہ وتار کوٹھری میں مسجد بنادی گئی اور وہ اسی میں نماز پڑھتی رہیں یہاں تک کہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

نوٹ: اس مسئلہ کی تفصیلات کے لیے ہماری کتاب ”خواتین اسلام کی بہترین مسجد کا مطالعہ کریں۔“

مسئلہ (۵۵) خواتین چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ جسم کے

سارے عضو کو ڈھانک کر نماز ادا کریں۔

(۱) عن عبد الله عن النبي ﷺ قال المرأة عورة. (سنن ترمذی: ۱۸۹۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عورت سر اپا پردہ ہے۔

(۲) عن عائشة أن النبي ﷺ قال: لا تقبل صلاة حائض إلا

بخمار. (سنن ترمذی: ۸۶۱/۱ و سنن ابوداؤد: ۹۳)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے سر کے بالوں کا چھپانا بھی ضروری ہے۔

(۳) عن عائشة أنها سئلت عن الخمار ؟ فقالت: إنما الخمار

ما وارتى البشرة والشعر. (السنن الكبرى: ۲۳۵/۲)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اوڑھنی کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انھوں نے فرمایا اوڑھنی تو وہی ہے جو جسم کی کھال اور سر کے بال کو چھپالے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ جس اوڑھنی سے کھال اور بال نظر آئیں وہ اوڑھنی ہے ہی نہیں۔)

(۴) عن الحسن قال: إذا بلغت المرأة الحيض ولم تغط أذنها

ورأسها لم تقبل لها صلاة. (مصنف ابن أبي شيبة: ۱۳۰/۱)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عورت جب بالغ ہو جاتی ہے اور نماز میں اپنے کانوں اور سر کو نہیں چھپاتی تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

(۵) عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال: "ولا يبيد بين زينتهن"

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا“ قال مافي الكف والوجه. (السنن الكبرى: ۲۲۵/۲)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اور عورتیں نمایاں نہ کریں اپنی زینت کو مگر وہ جوان کے بدن سے ظاہر ہے“ سے مراد وہ زینت ہے جو ہاتھ اور چہرہ کی ہے کیوں کہ یہ دونوں ستر میں داخل نہیں ہیں۔

مسئلہ: (۵۶) خواتین تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں اسی میں ان کے لیے زیادہ پردہ پوشی ہے۔

(۱) عن وائل بن حجر قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا وائل بن حجر! إذا صليت فاجعل يديك حذاء أذنيك والمرأة تجعل يديها حذاء ثدييها. (مجم طبرانی کبیر: ۱۸/۲۲)

ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو سینے کے برابر کرے۔

(۲) عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال: رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلاة حذو منكبيها. (جزء رفع اليدين للبخاري: ۷۱، و مصنف ابن أبي شيبة: ۲۳۹/۱)

ترجمہ: عبد ربہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ نماز میں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتی تھیں۔

(۳) عن ابن جريج قال قلت لعطاء تشير المرأة بيديها بالتكبير كالرجل؟ قال لا ترفع بذلك يديها كالرجل، وأشار فخفض يديه جدا وجمعهما إليه جدا، وقال للمرأة هيئة ليست للرجل وإن تركت ذلك فلا حرج. (مصنف ابن أبي شيبة: ۲۳۹/۱)

ترجمہ: ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عطاء سے دریافت کیا کہ

عورت تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح ہاتھ اٹھائیں گی (یعنی کانوں کے قریب تک) تو انھوں نے فرمایا عورت اپنے ہاتھوں کو مرد کی طرح نہ اٹھائے، (پھر عملی تعلیم کی غرض سے) رفع یدین کیا اور ہاتھوں کو نہایت پست اور اپنی جانب سمیٹے رکھا اور فرمایا کہ (نماز میں) عورت کی خاص ہیئت ہے جو مرد کی نہیں اور اگر وہ اس ہیئت کو اختیار نہ کرے تو کوئی حرج نہیں (یعنی عورت کے لیے یہ ہیئت اولیٰ اور بہتر ہے لازم و ضروری نہیں)۔

مسئلہ (۵۷) خواتین ہاتھ سینے پر باندھیں مردوں کی طرح ناف سے نیچے نہیں۔

(۱) مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھتے ہیں۔

أما في حق النساء فاتفقوا على أن السنة لهن وضع اليدين على الصدر. (العلامة: ۱۵۶/۲)

ترجمہ: رہا عورتوں کے حق میں تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

مسئلہ (۵۸) خواتین سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو پہلوؤں سے ملا رکھیں۔

(۱) عن ابن عمر مرفوعا، إذا جلست المرأة في الصلاة وضعت فخذها على فخذهما الأخرى فإذا سجدت الصقت بطنها في فخذها كاستر ما يكون لها وإن الله ينظر إليها ويقول: يا ملانكتي! أشهدكم أنني قد غفرت لها. (كنز العمال: ۵۴۹/۵، والسنن الكبرى: ۲/۲۲۳، وهو حديث ضعيف كما قال البيهقي)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت جب نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو

دوسری ران پر رکھے (یعنی پیروں کو بائیں جانب نکال کر بچھا دے اس طرح دونوں رانیں باہم مل جائیں گی) اور جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اس طرح کہ اس کے لیے خوب پردہ پوشی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب رحمت کی نظر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا۔

(۲) عن یزید بن ابی حبیب أنه صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان، فقال: إذا سجدت فضع يديك على الأرض فإن المرأة ذلك ليست كالرجل. (مراسيل ابوداؤد ۸/۸، والسنن الكبرى: ۲۲۳/۲، فيه انقطاع وضعف)

ترجمہ: یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گزرے دو عورتوں کے پاس سے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ نے ارشاد فرمایا تم جب سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصہ کو زمین سے ملا لیا کرو کیوں کہ عورت (کی حالت سجدہ میں) مرد کی طرح نہیں ہے۔

(۳) عن أبي إسحاق عن الحارث عن علي رضي الله عنه وأرضاه قال إذا سجدت المرأة فلتحتفظ وتضم فخذيها. (مصنف ابن أبي شيبة ۳۰۲/۱، طبع کراچی)

حارث سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت جب سجدہ کرے تو اچھی طرح سمٹ جائے اور اپنی رانوں کو ملا لے۔

(۴) عن ابن عباس أنه سئل عن صلاة المرأة فقال: تجتمع وتحتفض. (مصنف ابن أبي شيبة: ۳۰۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ سمٹ سمٹ کر نماز پڑھے۔

(۵) عن ابراهيم قال إذا سجدت المرأة فلتزق بطنها بفخذيها ولا ترفع عجزتها ولا تجافي كما يجافي الرجل. (مصنف ابن أبي شيبة: ۳۰۳/۱)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اور سرین کو اوپر نہ اٹھائے اور اعضاء کو مردوں کی طرح دور نہ کرے (بلکہ سب کو آپس میں ملائے رکھے)۔

(۶) عن مجاهد أنه كان يكره أن يضع الرجل بطنه على فخذيها إذا سجد كما تضع المرأة. (مصنف ابن أبي شيبة: ۳۰۲/۱)

ترجمہ: حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ مرد جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا دے جس طرح عورتیں چپکا دیتی ہیں۔

(۷) قال ابراهيم النخعي كانت المرأة تومر إذا سجدت أن تلزق بطنها بفخذيها كيلا ترتفع عجزتها ولا تجافي كما يجافي الرجل. (السنن الكبرى: ۲۲۲/۲)

ترجمہ: ابراہیم نخعی نے کہا کہ عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ جب سجدہ کریں تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لیں تاکہ ان کی سرین اوپر نہ اٹھے اور عورت اپنے اعضاء کو مرد کی طرح ایک دوسرے سے الگ نہ رکھے (بلکہ انھیں ایک دوسرے سے ملا رکھے)

امام بیہقی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

اجماع ما يفارق المرأة فيه للرجل من أحكام الصلاة راجع إلى السترو هو إنما مأمورة بكل ما كان استر لها: (۲۲۲/۲)

یعنی اس سلسلے میں جامع بات ستر اور پردہ پوشی کی جانب راجع ہے چونکہ عورت ہر اس طریقہ کی منجانب شرع مامور ہے جس میں پردہ پوشی زیادہ

ہو، لہذا نماز کے جس طریقہ میں پردہ پوشی زیادہ ہوگی وہ عورت کے لیے مستحسن ہوگا، اور اس میں وہ مردوں کے طریقہ کے تابع نہیں ہوگی۔

مسئلہ (۵۹) خواتین دونوں بجدوں کے درمیان اور التحیات پڑھنے کے لیے جب بیٹھیں تو بائیں کولھے پر زمین سے ہنپک کر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دیں۔

(۱) عن ابن عمر أنه سئل كيف كان النساء يصلين على عهد رسول الله ﷺ؟ قال كن يتربعن ثم امرن أن يحتفزن یعنی يستوين جالسات على أوراكنهن. (جامع المسانيد: ۱/۴۰۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتیں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ تو انھوں نے فرمایا چار زاو بیٹھ کر پھر انھیں حکم ہوا کہ خوب سٹ سٹا کر بیٹھیں یعنی اپنے (بائیں) کولھے پر جم کر بیٹھیں۔

مسئلہ (۶۰) خواتین اگر اپنی علاحدہ جماعت قائم کریں تو ان کی امام صف میں کھڑی ہو کر نماز پڑھائے مردوں کے امام کی طرح صف سے آگے نہ کھڑی ہو۔

(۱) عن ریطه الحنفية أن عائشة أمتهن وقامت بينهن في صلاة مكتوبة. (رواه عبد الرزاق اسنادہ صحیح آثار السنن: ۱۳۱/۱)

ترجمہ: ریطہ حنفیہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی فرض نماز میں امامت کرائی اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔

(۲) وعن حجيرة بنت حصين قالت أمتنا أم سلمة في صلاة العصر فقامت بينها. (رواه عبد الرزاق اسنادہ صحیح آثار السنن: ۱۳۱/۱)

ترجمہ: حجیرہ بنت حصین کہتی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے

عورتوں کی نماز عصر کی امامت کی تو ان کے بیچ میں کھڑی ہوئیں۔

(۳) عن صفوان قال: إن من السنة أن تصلي المرأة بالنساء تقوم وسطهن. كتاب الأم: ۱/۱۶۴)

ترجمہ: حضرت صفوان کہتے ہیں کہ یہ بات سنت سے ہے کہ اگر عورت، خواتین کو نماز پڑھائے تو ان کے بیچ میں کھڑی ہو۔

مسئلہ (۶۱) اپنے امام کو سہو پر متنبہ کرنے کے لیے خواتین آواز سے تسبیح پڑھیں بلکہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت پر تھپ تھپادیں۔

(۱) عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: التسبيح للرجل والتصفيق للنساء. (رواه مسلم وآخرون، في الصلوة صحيح بخاری: ۱/۱۶۰، وصحيح مسلم: ۱/۱۰۰، وسنن ترمذی: ۱/۸۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نماز میں (سہو کے موقع پر) تسبیح مردوں کے لیے اور تصفیق عورتوں کے لیے ہے۔

يقول العبد الضعيف حبيب الرحمن الأعظمي غفر الله له ولوالديه ولأساتذته وجميع المسلمين. فرغت من تأليف هذه الرسالة ۲۷/من رمضان المبارك سنة ۱۴۲۱هـ ولله الحمد والمنة وبه التوفيق والعصمة.

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين إلى يوم الدين.



